بہارستانِ اُردو

(اردو کی چھٹی کتاب)

دی جموں اینڈ کشمیر بورڈ آف اسکول ایجوکیشن

Reprint Edition: Dec.2023
KD - 42,300 Copies
JD - 33,700 Cpies

© دی جموں اینڈ کشمیر بورڈ آف سکول ایجوکیشن

- ناشر کی پہلے سے اجازت حاصل کیے بغیر اس کتاب کے کسی بھی حصے کو دوبارہ پیش کرنا، یاداشت کے ذریعے بازیافت کے سسٹم میں اس کو محفوظ کرنا، یا برقیاتی، میکانکی فوٹو کاپینگ، رِکارڈنگ کے کسی بھی وسیلے سے اسکی ترسیل کرنا منع ہے۔
- اس کتاب کو اس شرط کے ساتھ فروخت کیا جارہا ہے کہ اسے ناشر کی اجازت کے بغیر، اس شکل کے علاوہ، جس میں کہ چھاپی گئی ہے، یعنی اس کی موجودہ جلد بندی اور سرورق میں تبدیلی کر کے تجارت کے طور پر نہ تو مُستعار دیا جاسکتا ہے، نہ دوبارہ فروخت کیا جاسکتا ہے، نہ کرایہ پر دیا جاسکتا ہے اور نہ ہی تلف کیا جاسکتا ہے۔
- کتاب کے اس صفحے پر جو قیمت درج ہے وہ اس کتاب کی صحیح قیمت ہے، کوئی بھی نظرثانی شُدہ قیمت چاہے وہ ربر کی مُہر کے ذریعے یا چپپی یا کسی اور ذریعے سے ظاہر کی جائے، تو وہ غلط متصور ہوگی اور نا قابلِ قبول ہوگی۔

نگران: پروفیسر ڈاکٹر سدھیر سنگھ — ڈیریکٹر اکیڈیمکس جے کے بورڈ آف اسکول ایجوکیشن
کوارڈِنیٹر: — ڈپٹی ڈیریکٹر اکیڈیمکس جے کے بورڈ آف اسکول ایجوکیشن

مئولفین — بنیادی ایڈیشن

پروفیسر محمد زمان آزردہ، پروفیسر ظہورالدین، بشیر احمد ڈار

ترمیم شدہ ایڈیشن

پروفیسر اسداللہ وانی
(سابق پروفیسر شعبہ اُردو، جموں یونیورسٹی)

ڈاکٹر عبدالرشید خان
(ایسوسی ایٹ پروفیسر، ڈگری کالج بیروہ)

ڈاکٹر جوہر قدوسی
(ایسوسی ایٹ پروفیسر، گورنمنٹ ڈگری کالج پیانپور)

ڈاکٹر عبدالحق نعیمی
(اسسٹنٹ پروفیسر، ڈگری کالج، نوشہرہ)

جناب ساسارام
(لیکچرار گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول مبارک منڈی جموں)

محترمہ نزہت شاہ
(سابقہ اکیڈیمک آفیسر)

جناب عبدالاحد پرے
(ریٹائرڈ ماسٹر جے۔کے۔ایس۔سی۔ای۔آر۔ٹی)

ڈاکٹر غلام نبی حلیم
(ماسٹر گورنمنٹ ہائر سیکنڈری خانصاحب، بڈگام)

اشاعتی اصلاح کار: (جوائنٹ سکریٹری جے اینڈ کے بورڈ آف اسکول ایجوکیشن)

تجزیہ کمیٹی (2024)

۱۔ ڈکٹر کوشل کرن، اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ ڈگری کالج، بشناہ، جموں
۲۔ ڈاکٹر جے وردھن، اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ ڈگری کالج (ومن) پریڈ، جموں
۳۔ ڈاکٹر اپفان علی، اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ ڈگری کالج، ریاسی، جموں
۴۔ ڈاکٹر بلبیر، اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ ڈگری کالج (ومن) گاندھی نگر، جموں
۵۔ ڈاکٹر وجے کمار، سینئر لیکچرر، گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول، جھلا کھا محلّہ، جموں

Printed At:
Kalyan Enterprises,
D-20,Sector B3,Tronica City, (Inde. Area) Loni, Gzb.

D7F1QA

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
•	پیش لفظ	5
۱۔	دُعا .... (نظم)	7
۲۔	ہمارے سرسبز جنگلات .... (نثر)	11
۳۔	شاعرِ کشمیر مہجورؔ .... (نثر)	17
۴۔	صُبح کا ترانہ .... (نظم)	25
۵۔	نیک عادات .... (نثر)	29
۶۔	ہاتھی کا وزن .... (نثر)	34
۷۔	ہندو مسلمان .... (نظم)	40

۸۔	سوامی وویکانند......................(نثر)	44
۹۔	ایثار کا جذبہ.........................(نثر)	49
۱۰۔	جاگو، جگاؤ ....(نظم)	61
۱۱۔	چغلی کھانے والا...................(نثر)	66
۱۲۔	برف باری...........................(نظم)	72
۱۳۔	حکایات ....(نثر)	78
۱۴۔	صحت اور صفائی ....(نثر)	82
۱۵۔	جگنو ....(نظم)	89
۱۶۔	گھوڑے اور ہرن کی کہانی ....(نثر)	94
۱۷۔	کابلی والے ....(نثر)	100
۱۸۔	بجلی کے کرشمے ....(نظم)	108

پیش لفظ

اردو ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب کی آئینہ دار ہے۔اردو کے مراکز میں جموں وکشمیر زبردست اہمیت کا حامل ہے۔

جموں وکشمیر کی سرکاری زبان ہونے کے علاوہ اردو یہاں پر رابطے کی سب سے بڑی زبان ہے۔بیسویں صدی کے شروع سے ہی یہاں پر درس وتدریس کا کام اردو میں شروع ہوا اور آج تک جاری ہے۔اردو زبان کی درس وتدریس کے معقول انتظامات یہاں کے ہر اسکول میں اور ہر سطح پر موجود ہیں۔اس زبان میں موجود نصابی کتابوں کو جدید تدریسی تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے جموں وکشمیر بورڈ آف اسکول ایجوکیشن نے ''۲۰۰۸'' میں ''بہارستانِ اردو'' کے نام سے ایک نیا کتابی سلسلہ اول سے بارہویں جماعت تک متعارف کیا۔ان کتابوں کو جدید تعلیمی اور تدریسی تقاضوں کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔زیرِ نظر کتاب اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔تاہم قومی سطح پر تمام ریاستوں اور مرکز کے زیرِ انتظام علاقوں میں یکساں تعلیمی پالیسی اور نصاب رائج کرنے کے لئے این سی ای آر ٹی اور دوسرے متعلقہ مرکزی اداروں کی طرف سے نئے اصول وضع ہوتے رہتے ہیں۔اُردو کی درسی کتابوں کو ان اصولوں اور وقتی ضرورتوں کے عین مطابق ڈھالنے کے لئے بورڈ اپنی کتابوں پر مسلسل نظرِ ثانی کرتا رہتا ہے۔اس سلسلے میں بورڈ میں ہر سال ورکشاپ منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ان ورکشاپوں میں جموں وکشمیر کے مقتدر تعلیمی،نصابی اور لسانی ماہرین اور اساتذہ کی خدمت سے استفادہ کیا جاتا ہے۔کتابوں کو آموزشی ماحصل کی دستاویز اور تعمیریت کے اصول کے علاوہ نئی تعلیمی پالیسی کے معیار پر استوار کرنے کے لئے اِن کا ازسرِ نو جائزہ لیا گیا۔ایس سی ای آر ٹی اور قومی سطح کے ماہرین کی آراء کو ملحوظِ نظر رکھتے ہوئے ''بہارستانِ اردو'' کی تدوینِ نو کی گئی ہے۔

تحتانی درجے کے بچوں کی ضرورتوں کے پیشِ نظر اس کتاب کو ٹھوس اور مسلمہ لسانی بنیادوں پر تیار کیا گیا ہے۔کتاب میں جملوں کی ساخت،اجزائے کلام،بنیادی لفظوں کے معنی،صحتِ تلفظ اور صحتِ املاء پر توجہ دی گئی ہے تاکہ طلباء میں درجے کے معیار کے مطابق زبان کی فہم اور مہارت پیدا ہو۔سننے اور بولنے کے علاوہ پڑھنے اور لکھنے کی مہارتوں کے ساتھ ساتھ قواعدِ زبان سکھانے میں بھی یہ کتاب کارآمد ثابت ہوگی۔

کتاب کو دورِ حاضر کی تعلیمی ضرورتوں کے پیشِ نظر ترتیب دیتے ہوئے قومی،سماجی اور اخلاقی اقدار کو ملحوظِ نظر رکھا گیا ہے۔کتاب میں مقامی رنگ وآہنگ کا خاص خیال رکھا گیا ہے اور آفاقی قدروں کی طرف بھی دھیان دیا گیا ہے۔مجھے امید ہے کہ یہ کتاب طالب علموں کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگی۔

میں اُن سب ماہرینِ تعلیم، اساتذہ اور دیگر حضرات کا ممنوں ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں کسی بھی قسم کا تعاون دیا اور اپنے زریں مشوروں سے ہمیں نوازا۔ میں خصوصی شکریہ کا حقدار بنیادی ایڈیشن کے مؤلفین کو سمجھتا ہوں، جن کی وجہ سے یہ کتاب آج قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ ڈائریکٹر ایکیڈیمکس ڈاکٹر سدھیر سنگھ اور اُن کی پوری ٹیم کا بے حد مشکور ہوں جن کی لگاتار کوششوں سے یہ کتاب منظرِ عام پر آئی اور وقتاً فوقتاً اس کی نوک پلک سنورتی رہی۔

ڈاکٹر عارف جان (ڈپٹی ڈائریکٹر ایکیڈیمکس) اور شاکر شفیع (سینئر لیکچرر اردو) خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں جو ۲۰۰۸ سے مسلسل ان کتابوں کی تیاری اور نظر ثانی میں پیش پیش رہے ہیں۔ کتاب کے معیار کو اعلیٰ سے اعلیٰ تر بنانے کے سلسلے میں کسی بھی قسم کی تجاویز اور آراء کا احترام کے ساتھ استقبال کرتے ہیں۔ ہم آپ کی آراء اور تجاویز کے منتظر رہیں گے۔

پروفیسر پریکشت سنگھ منہاس
چیئرمین
بورڈ آف اسکول ایجوکیشن

دُعا

خدایا جس طرح روشن ہیں تارے
انہی جیسی مجھے بھی روشنی دے

ملا پھولوں کو جیسا رنگ و بُوٗ ہے
مرے دل کو بھی اُس کی آرزوٗ ہے

مہکتے پھوٗل ہیں گلشن میں جیسے
مرے مولیٰ! مجھے ویسی مہک دے

عطا بلبل کی ہو شیریں بیانی
منوّر کر دے میری زندگانی

مجھے ایمان کی دولت عطا کر
خدایا! عزّت و رِفعت عطا کر

ابوبکرؓ و عمرؓ کی سادگی دے
حیا عثمانؓ کی ، زورِ علیؓ دے

تری ہی راہ پر ، یا رب! چلوں میں
ترے ہی دین کی خدمت کروں میں

اگر کچھ ہے تمنا ، بس یہی ہے
مرے جینے کا منشا بس یہی ہے

(ذوالفقار احمد)

۱۔ فرہنگ:

الفاظ		معنی
رنگ و بوٗ	:	(پھولوں کا) خوشنما رنگ اور خوشبوٗ
آرزو	:	خواہش، تمنا
شیریں بیانی	:	میٹھی بولی
رِفعت	:	بلندی
عطا ہو	:	دی جائے
منّور	:	روشن
منشا	:	مقصد

۲۔ سوالات:

۱۔ بچہ کس قسم کی روشنی مانگ رہا ہے؟
۲۔ بچہ اللہ سے کیسی مہک مانگ رہا ہے؟
۳۔ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ اور علیؓ کون تھے؟
۴۔ بچے کی سب سے بڑی تمنا کیا ہے؟
۵۔ تم اللہ سے کس کس بات کی دعا کرتے ہو؟
۶۔ بچہ اللہ سے کس چیز کی دولت مانگ رہا ہے؟

۳۔ خالی جگہوں پُر کر کے شعر مکمل کیجیے:

۱۔ ملا .... کو جیسا رنگ و بو ہے
مرے .... کو بھی اُس کی آرزو ہے

۲۔ عطا بلبل کی ہو .... بیانی
منور کر دے .... زندگانی

۳۔ تری ہی .... پر یا رب! چلوں میں
ترے ہی .... کی خدمت کروں ....

۴۔ متضاد الفاظ لکھیے:

نظم میں کئی الفاظ ایسے استعمال کیے گئے ہیں، جن کے متضاد الفاظ بچوں سے لکھوائے جا سکتے ہیں۔ ایک لفظ ''رفعت'' (بمعنی بلندی) ہے۔ بلندی لفظ کی ضِد پستی ہے۔ اِسی طرح کے چند الفاظ ذیل میں دیے گئے ہیں، اُن کے متضاد الفاظ لکھیے:

روشن۔ زندگی۔ مہک۔ شیریں بیانی۔ عزّت۔

۵۔ یاد کیجیے:

اس دُعا کو زبانی یاد کیجیے۔

D7XSTK

ہمارے سرسبز جنگل

بچو! یہ تو آپ جانتے ہیں کہ ہمارے جموں و کشمیر میں مختلف قسم کے جنگل پائے جاتے ہیں۔ جنگل کی اہمیت اور افادیت سے کسی کو بھی انکار نہیں ہوسکتا۔ پیڑ پودے ہماری زندگی کے لیے نہایت ضروری ہیں۔ زندگی کی اہم ضروریات مثلاً خوراک، پانی اور ہوا کا جنگلات سے گہرا تعلق ہے۔ درخت تازہ ہوا مہیّا کرتے ہیں اور ماحول کو آلودگی سے بچاتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ جنگل ماحول کا توازن بنائے رکھنے میں مدد دیتے ہیں۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ ایک سرسبز درخت روزانہ اوسطاً تین کلو آکسیجن چھوڑتا ہے۔ انسان غذا کے بغیر ۴۰ سے ۶۰ دن تک زندہ رہ سکتا ہے مگر آکسیجن کے بغیر وہ دو ڈھائی منٹ سے زیادہ تک زندہ نہیں رہ سکتا ہے۔

سرسبز پیڑ پودے کرۂ ہوا میں آکسیجن متواتر فراہم کر کے اُسے صاف اور خالص بناتے ہیں۔

زندہ درخت اپنی جڑوں کے ذریعے پانی چوس کر اسے تنے اور شاخوں سے گزارتے ہوئے پتوں تک پہنچاتے ہیں، جہاں سے یہ زیادہ تر خارج ہو کر کرۂ ہوا میں مل جاتا ہے۔ٹرانسپائریشن (Transpiration) سے خارج شدہ بخارات ہوا کی نمی میں اضافہ کر کے بارشیں اور برف برسانے میں مدد دیتے ہیں۔ جنگل میں پیڑ پودوں کے گھنے جُھنڈ، ہوا کی رفتار کو کافی حد تک کم کرتے ہیں۔ جنگل کے فرش پر آندھی کی رفتار ۲ سے ۳ کلو میٹر فی گھنٹہ سے کبھی بھی تجاوز نہیں کرنی چاہیے۔ پیڑوں کے اوپر سے آندھی کی رفتار کتنی ہی زیادہ ہو، پیڑ پودے دھول کے طوفان کو روکتے ہیں، شور کی کثافت کو بھی کافی حد تک کم کرتے ہیں۔ اگر جنگل نہ ہوتے تو ہم طرح طرح کے موسموں سے لطف اندوز نہیں ہوتے اور ان کی رنگا رنگی سے محروم رہتے۔

جنگلات کی بدولت ہماری ریاست کے دریاؤں میں سال بھر پانی رہتا ہے۔

ہمارے یہاں کے جنگلوں میں قسم قسم کے درخت پائے جاتے ہیں۔ کشمیر میں دیودار، بدلو، چیل اور اخروٹ کے درختوں کی کثرت ہے۔ جموں کے کنڈی علاقوں کی آب و ہوا خشک ہے، اس لیے وہاں چھوٹے پتوں والے تیز نوکیلے کانٹے دار درخت پائے جاتے ہیں۔ مثلاً ببول، خیر، بیر، بانس، پھلائی اور ککوے وغیرہ جب کہ دوسری جگہوں پر سایہ دار درخت مثلاً پلاش، شیشم، املتاس دیودار اور چیل وغیرہ پائے جاتے ہیں۔

جنگل جنگلی جانور کی پناہ گاہ ہیں ۔ جنگلوں کی چھتر چھایا میں جنگلی جانور بِلا روک ٹوک گھوم پھِر سکتے ہیں ۔ جنگلوں میں جانور کھا پی سکتے اور نسل کشی کر سکتے ہیں ۔ جنگلات جنگلی جانوروں کو نہ صرف پناہ دیتے ہیں بلکہ انھیں کھانا بھی میسر کرتے ہیں ۔

ہمارے جنگلوں میں انواع و اقسام کے پرندے اور جانور پائے جاتے ہیں ۔ کشمیر کے جنگلوں میں بارہ سنگھا ، ہرن ، شیر ، چیتا ، ریچھ اور برفانی لومڑی وغیرہ جانور بڑی تعداد میں ملتے ہیں ۔ جموں کے جنگلوں میں چیتا ، گیدڑ ، نیل گائے اور لنگور وغیرہ پائے جاتے ہیں ۔ طرح طرح کے خوبصورت پرندوں مثلاً نیل ، مور ، چکور ، جنگلی مُرغا وغیرہ کا ٹھکانا بھی جنگل ہی ہیں ۔

جنگلوں سے ہمیں بے شمار فائدے ہیں ۔ ان سے ہم ایندھن اور لکڑی حاصل کرتے ہیں ۔ لکڑی سے ہم طرح طرح کی چیزیں بناتے ہیں ۔ مثلاً پُل ، مکانات اور کشتیاں وغیرہ ۔ جنگلوں میں پائی جانے والی جڑی بوٹیوں سے مختلف اقسام کی دوائیں تیار کی جاتی ہیں ۔ اس کے علاوہ جنگل ہماری زمین کو کٹاؤ اور بہاؤ سے بچاتے ہیں کیونکہ درخت اپنی جڑوں سے زمین کو مضبوطی کے ساتھ جکڑے رکھتے ہیں ۔

جنگل ایسی دولت ہیں جس کی انسان کو ہمیشہ ضرورت رہتی ہے ۔ بے شمار فوائد کی وجہ سے جنگل کو سبز سونا بھی کہتے ہیں ۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس دولت کا صحیح طریقے سے استعمال کریں ۔ جنگلات کے بے دریغ کٹاؤ سے ہمارے لیے مختلف

قسم کے مسئلے پیدا ہوئے ہیں۔ جنگلی جانوروں کی بُود و باش پر نہایت بُرا اثر پڑا ہے۔ بے تحاشہ کٹاؤ کی وجہ سے کچھ جانور اب نایاب ہو رہے ہیں۔ موسموں کے تغیر و تبدل میں غیر یقینی صورتِ حال پیدا ہوئی ہے۔ بے وقت برف باری ہوتی ہے۔ گرمیوں میں درجہ حرارت کافی بڑھ جاتا ہے۔ کئی علاقوں میں سوکھا پڑتا ہے اور فصلوں کو نقصان پہنچتا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم جنگلوں کا بھرپور تحفظ کریں اور اس طرح اپنے اور اپنی آئندہ نسلوں کے لیے مسائل پیدا نہ کریں۔ حضرت محمد ﷺ کا قول ہے:

''اگر کوئی شخص پیڑ لگائے اور اس کا پھل یا چارہ وغیرہ کوئی حیوان کھائے تو یہ اس شخص کی طرف سے صدقۂ جاریہ تصور کیا جائے گا۔''

ا۔ فرہنگ:

الفاظ	:	معنی
افادیت	:	فائدہ
توازن	:	وزن میں ہونا۔ وزن برقرار رکھنا۔ تناسب
لطف اندوز ہونا	:	مزہ لینا۔ خوش ہونا
طرح طرح کا	:	قسم قسم کا
کثرت	:	زیادتی۔ زیادہ تعداد میں ہونا

انواع واقسام	:	قسم قسم کے۔طرح طرح کے
ایندھن	:	جلانے والی لکڑی
اقسام	:	قسم کی جمع۔قسم کی جمع قسمیں بھی ہے
فوائد	:	فائدہ کی جمع
سبز سونا	:	بہت قیمتی ۔ جنگل کی اہمیت کے پیش نظر انگریزی میں (Green Gold) یعنی سبز سونا کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔
اضافہ کرنا	:	بڑھانا۔ترقی دینا
تقاضا	:	طلب۔خواہش۔مانگ
محروم	:	بدنصیب۔ناکام۔نا اُمید

۲۔ سوالات:

ا۔ جموں وکشمیر میں کس کس قسم کے پیڑ پودے ہوتے ہیں؟

۲۔ جنگلوں کے فائدے بیان کیجیے۔

۳۔ جنگلوں سے موسموں پر کیا اثر پڑتا ہے؟

۴۔ جموں وکشمیر کے جنگلوں میں پائے جانے والے پرندوں کے نام لکھیے۔

۵۔ جموں وکشمیر کے جنگلوں میں پائے جانے والے کچھ جانوروں کے نام لکھیے۔

۶۔ ماحول کا توازن قائم رکھنے میں جنگلوں کی کیا اہمیت ہے؟

۷۔ جنگلوں کو سبز سونا کیوں کہتے ہیں؟

۳۔ پڑھیے، سمجھیے اور کیجیے:

جنگل۔ میدان ۔ پہاڑ اور علاقہ اسم ہیں اور ان سے بنائے جانے والے الفاظ ''جنگلی''، ''میدانی''، ''پہاڑی'' اور ''علاقائی'' صفت ہیں۔

۴۔ نیچے کچھ اسم دیے گئے ہیں، ان سے صفت بنایئے:

۱۔ کشمیر............................

۲۔ موسم............................

۳۔ زمین............................

۴۔ قلم............................

۵۔ کاغذ............................

۶۔ میدان............................

۷۔ ریگستان............................

شاعرِ کشمیر مہجورؔ

شاعرِ کشمیر مہجورؔ کا پورا نام پیرزادہ غلام احمد تھا۔ وہ مِتری گام ضلع پلوامہ میں ۱۱؍اگست ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوئے۔ اُن کے والد کا نام پیر عبداللہ شاہ تھا اور والدہ کا نام سعیدہ بیگم۔ مہجورؔ کی ابتدائی تعلیم گھر میں ہی ہوئی۔ وہ بچپن سے ہی بہت ذہین تھے۔ انہیں علم حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا۔ انہوں نے ترال جا کے علی گنائی عاشقؔ ترالی سے بھی درس لیا۔ بعد میں مروّجہ تعلیم کے لیے انہوں نے مدرسۂ نصرت الاسلام سرینگر میں داخلہ لیا۔ مہجورؔ کی طبیعت میں خودداری تھی اس لیے پیر مریدی کے آبائی پیشہ پر خود کما کر کھانے کو ترجیح دی۔

مہجور نے پہلی بار ۱۹۰۵ء میں پنجاب کا سفر کیا اور بڑے بڑے عالموں اور شاعروں سے ملاقات کی۔ اسی سفر کے دوران مہجور نے شعر گوئی کا باقاعدہ آغاز کیا۔ ۱۹۰۸ء میں شجرہ کش کی حیثیت سے ملازم ہوئے اور لداخ بھیج دیے گئے۔ بعد میں پٹواری بنے اور پنشن ہونے تک اسی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ مہجور کو ملازمت کے سلسلے میں لداخ، کرگل، حاجن، سورسیار، ہندوارہ اور آری گام میں رہنا پڑا۔ اس دوران مہجور کو طرح طرح کی تکلیفیں بھی اُٹھانا پڑیں۔ تین بار معطل کیے گئے۔ پٹواری بننے کے بعد ایک بھی ترقی نصیب نہ ہوئی۔ ان کے افسرانِ بالا ان کی لیاقت سے جلتے تھے۔ شخصی راج کا دور تھا، اس لیے مہجور کی شکایت پر کوئی غور نہیں کرتا تھا۔

مہجور پہلے کشمیری شاعر ہیں، جو عوام میں بے حد مقبول ہوئے۔ چنانچہ کشمیر میں ہر طرف ان کے گیت اور غزلیں گائی جاتی ہیں۔ کسان کھیتوں میں کام کرتے ہوئے ان کے نغمے گاتے ہیں۔ بچے باغوں میں ان کے گیت گاتے ہیں۔ عورتیں شادیوں اور تہواروں کے موقعوں پر مہجور کا کلام گاتی ہیں۔

مہجور کو اپنے وطن کشمیر سے بڑی محبت تھی۔ انھوں نے اپنی شاعری میں کشمیر کے باغوں، پھولوں، چشموں وغیرہ کی بہت تعریف کی ہے۔ مہجور صرف شاعر نہیں تھے بلکہ اعلیٰ پایہ کے عالم بھی تھے۔ لداخ گئے تو لداخ کا سفر نامہ لکھا، جو سیّاحوں کے لیے آج بھی بڑا فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے۔ پٹواری رہے تو ''پٹواری'' کے نام سے ایک چھوٹی سی کتاب لکھی جو پٹواریوں کو ان کے کام میں مدد دے سکتی

ہے۔ اپنے مرشد قلندر رحیمؔ صاحب کی زندگی پر ''حیاتِ رحیم'' کے نام سے ایک تذکرہ لکھا۔ اس کے علاوہ اُن کی اور بھی کئی تصانیف ہیں۔

مہجورؔ کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان کا کلام ان کی زندگی میں '' کلامِ مہجورؔ'' کے نام سے گیارہ حصّوں میں اور '' پیامِ مہجورؔ'' کے نام سے چھ حصّوں میں شائع ہوا۔ مہجورؔ کشمیر کے پہلے شاعر ہیں جن کا کلام ان کی زندگی میں کئی بار شائع ہوا۔ یہاں تک کہ بعض حصے دیوناگری اور رومن رسم الخط میں بھی شائع ہوئے۔ ان کی بہت سی نظموں کا ترجمہ انگریزی، ہندی اور اُردو میں ہو چکا ہے۔

مہجورؔ کشمیر کے پہلے شاعر ہیں جن پر ایک فیچر فلم اور ایک دستاویزی فلم بنائی گئی۔ اُن کا کلام گانے کی وجہ سے محمودؔ شہری بہت مشہور ہیں۔ وہ لاہور جا کے مہجورؔ کا کلام گاتے تھے جو ریکارڈ ہوتا تھا۔

افسوس کہ اتنے بڑے اور مقبول شاعر نے ملازمت میں بڑی تکلیفیں اُٹھائیں، جن کا تذکرہ انہوں نے اپنے خطوط میں کیا ہے۔ وہ زبردست وطن پرست تھے اور انہیں وطن کی ایک ایک چیز سے محبت تھی۔ '' تاریخِ ادبیاتِ کشمیر'' کی ترتیب کے سلسلے میں وہ دہلی گئے اور وہاں کتب خانوں میں مطالعہ کرتے رہے۔ مختلف ادبی انجمنوں سے بھی وابستہ رہے۔ صحافت میں بھی دلچسپی لی۔

ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد اپنے آبائی گاؤں مِتری گام پلوامہ میں سکونت اختیار کر لی۔ ۱۹۵۱ء میں حکومت جموں و کشمیر نے اس عظیم شاعر کی ہمت افزائی کی۔ مہجورؔ یہ اعزاز پانے والے پہلے شاعر ہیں۔ چنانچہ حکومت نے

ان کے حق میں سرکاری وظیفہ جاری کیا۔ اس وظیفے کی پہلی قسط مہجورؔ نے ۸/اپریل ۱۹۵۲ء کو پلوامہ کے سرکاری خزانہ سے وصول کی۔ عین اُسی وقت ان کے دماغ کی نس پھٹ گئی۔ پلوامہ سے انہیں اپنے گاؤں مِتری گام پہنچایا گیا، جہاں دوسرے دن یعنی ۹/اپریل ۱۹۵۲ء کو اُن کا انتقال ہوا۔ پہلے تو اُنہیں اپنے گاؤں ہی میں دفن کیا گیا، دو دن بعد یعنی ۱۱/اپریل ۱۹۵۲ء کو اس وقت کے نائب وزیرِ اعظم بخشی غلام محمد مِتری گام گئے اور مہجورؔ کی میّت کو قبر سے نکال کر سرینگر لایا گیا۔ یہاں خانقاہ معلّیٰ سے جنازے کو سرکاری اعزاز کے ساتھ ادیبوں، شاعروں اور سرکاری افسروں کے جلوس میں اتھواجن لے جایا گیا، جہاں اُنہیں سُپردِ خاک کیا گیا۔ اس موقع پر ۲۱/توپوں کی سلامی بھی دی گئی۔

مہجورؔ نے اپنے کلام میں اتحاد، بھائی چارہ اور وطن پرستی پر زور دیا ہے۔ وہ کشمیر کی ایک ایک چیز سے محبت کرتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ اُن کا وطن ہمیشہ ترقی کرے، ظلم کا خاتمہ ہو اور انسان کی قدر و قیمت بڑھے۔

ا۔ فرہنگ:

الفاظ	:	معنی
مہجور	:	جدائی کا شکار۔ وہ شخص جو کسی سے جدا ہو گیا ہو۔ شاعرِ کشمیر پیرزادہ غلام احمد کا تخلص۔

شاعر	:	شعر کہنے والا
ذہین	:	تیز ذہن رکھنے والا۔ عقلمند
مروّجہ	:	جس کا رواج ہو۔ جس کا چلن عام ہو۔ باپ دادا کا پیشہ
شعرگوئی	:	شعر کہنا
آغاز	:	شروع۔ ابتداء
شجرہ کش	:	نسب نامہ تیار کرنے والا وہ ملازم جو کسی خاندان کے افراد کا نام نسل کے سلسلے سے مرتب کرے۔
معطل	:	موخر۔ کچھ عرصہ کے لیے روک لینا۔
افسرانِ بالا	:	حکام بالا۔ بڑے آفیسر
مقبول	:	پسندیدہ
نغمے	:	گیت
سفر نامہ	:	وہ تحریر جس میں کسی سفر کا حال بیان کیا گیا ہو۔
مرشد	:	استاد۔ پیر۔ رہنما
تذکرہ	:	جس میں کچھ لوگوں کا ذکر تحریر ہو
تصانیف	:	تصنیف کی جمع۔ کتابیں
پیام	:	پیغام
رسم الخط	:	لکھنے کا طریقہ۔ کسی زبان کو لکھنے کا ڈھنگ۔
مطالعہ کرنا	:	پڑھنا

وابستہ ہونا	:	ساتھ ہونا۔ تعلق رکھنا
پنشن ہونا	:	ملازمت کی مدّت ختم ہونے پر وظیفہ پانا
آبائی گاؤں	:	وہ جگہ جہاں ماں باپ ، دادا ، دادی اور دوسرے بزرگ رہے ہوں
سکونت	:	رہائش کی جگہ
عظیم	:	بہت بڑا
عزت افزائی	:	عزت دینا
اعزاز	:	انعام
قسط	:	حصّہ
انتقال	:	فوت ہونا
تجویز	:	مشورہ
سرکاری اعزاز	:	سرکار کی طرف سے ملنے والا انعام
سُپرد خاک	:	دفن ہونا

۲۔ سوالات:

۱۔ مہجور کا پورا نام کیا تھا؟

۲۔ مہجور کہاں پیدا ہوئے؟

۳۔ مہجور نے ابتدائی تعلیم کہاں حاصل کی؟

۴۔ مہجورؔ نے پنجاب کا پہلا سفر کب کیا؟
۵۔ مہجورؔ نے شعر گوئی کا باقاعدہ آغاز کب کیا؟
۶۔ پٹواری بننے کے بعد مہجورؔ کہاں کہاں رہے؟
۷۔ مہجورؔ کی چند کتابوں کا نام بتائیے؟
۸۔ مہجورؔ کا کلام کن زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے؟
۹۔ جموں و کشمیر سے باہر مہجورؔ کہاں کہاں گئے؟
۱۰۔ مہجورؔ نے وظیفے کی پہلی قسط کب وصول کی؟
۱۱۔ مہجورؔ کا انتقال کب اور کہاں ہوا؟
۱۲۔ مہجورؔ کا مزار کہاں ہے؟
۱۳۔ مہجورؔ نے اپنے کلام میں کن باتوں پر زور دیا ہے؟

۳۔ درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

مروّجہ۔ درس لینا۔ خودداری۔ شعر گوئی۔ ملازمت۔ مقبول۔ تعریف۔ سیّاح۔ اعزاز۔ مطالعہ۔ دلچسپی۔ عزّت افزائی۔

۴۔ سوچیے اور لکھیے:

مہجورؔ اسم علم ہے کیونکہ یہ ان کا تخلص ہے اور وہ اس سے مشہور ہیں۔ اسم علم اس اسم کو کہتے ہیں جو کسی شخص کے خصوصی نام کو ظاہر کرے۔

درج ذیل الفاظ میں اسم علم تلاش کیجیے:

سرینگر۔ غالبؔ ۔ پٹواری ۔ عاشق ۔ سعیدہ بیگم ۔ میر ۔ قلندر ۔ وظیفہ ۔ حیات ۔ رحیم ۔ خانقاہ معلیٰ ۔ اتھواجن

۵۔ لکھیے:

ا۔ کچھ کشمیری شاعروں کے نام لکھیے ۔ اُن میں سے کون کہاں رہتا تھا؟

۲۔ کچھ ایسے کشمیری شاعروں کے نام لکھیے جو ابھی زندہ ہیں ۔

۳۔ اپنے الفاظ میں مہجورؔ کے حالاتِ زندگی پر ایک مختصر نوٹ لکھیے ۔

صُبح کا ترانہ

D8GJHV

خبر دن کے آنے کی میں لا رہی ہوں
اُجالا زمانے میں پھیلا رہی ہوں
بہار اپنی مشرق سے دِکھلا رہی ہوں
پکارے گلے صاف چِلّا رہی ہوں
اُٹھو سونے والو کہ میں آ رہی ہوں

اذاں پر اذاں مرغ دینے لگا ہے
خوشی سے ہر اک جانور بولتا ہے
درختوں کے اوپر عجب چہچہا ہے
سہانا ہے وقت اور ٹھنڈی ہوا ہے

اُٹھو سونے والو کہ میں آ رہی ہوں

یہ چڑیاں جو پیڑوں پہ ہیں غُل مچاتیں
اِدھر سے اُدھر اُڑ کے ہیں آتی جاتیں
دُموں کو ہلاتیں پروں کو پُھلاتیں
مری آمد آمد کے ہیں گیت گاتیں

اُٹھو سونے والو کہ میں آ رہی ہوں

ہوئی مجھ سے رونق پہاڑ اور بن میں
ہر اِک ملک میں، دیس میں، وطن میں
کِھلاتی ہوئی پھول آئی چمن میں
بُجھاتی چلی شمع کو انجمن میں

اُٹھو سونے والو کہ میں آ رہی ہوں

لو ہُشیار ہوجاؤ اور آنکھیں کھولو
نہ لو کروٹیں اور نہ بستر ٹٹولو
خدا کو کرو یاد اور مُنہ سے بولو
بس اب خیر سے اُٹھ کے مُنہ ہاتھ دھولو

اُٹھو سونے والو کہ میں آ رہی ہوں

(اسماعیل میرٹھی)

۱۔ فرہنگ:

الفاظ		معنی
اُجالا	:	روشنی
پکارے گلے	:	اونچی آواز میں
چہچہا	:	چڑیوں کے بولنے کی آواز
غُل	:	شور
آمد	:	آنا
رونق	:	چہل پہل
بن	:	جنگل
چمن	:	باغ
انجمن	:	محفل

۲۔ سوالات:

۱۔ دن کے آنے کی خبر کون لا رہا ہے؟

۲۔ صبح اپنی آمد کی خبر کِس طرح دیتی ہے؟

۳۔ صبح کی رونق کہاں کہاں ہوتی ہے؟

۴۔ صبح اپنی آمد پر سونے والوں سے کیا کرنے کو کہہ رہی ہے؟

۵۔ صبح ہمیں مشرق سے کیا دِکھاتی ہے؟

۴۔ خالی جگہوں کو دیے ہوئے لفظوں سے پُر کیجیے:

۱۔ یہ.......... جو پیڑوں پہ ہیں غل مچاتیں (پرندے۔ چڑیاں)

۲۔ اِدھر سے.......... اُڑ کے ہیں آتی جاتیں (اُدھر۔ وہاں)

۳۔ کِھلاتی ہوئی.......... آئی چمن میں (گل۔ پھول)

۴۔ بُجھاتی چلی.......... کو انجمن میں (شمع۔ چراغ)

۵۔ لو ہُشیار ہو جاؤ اور.......... کھولو (آنکھیں۔ پلکیں)

۵۔ یاد کیجیے:

اس نظم کو زبانی یاد کیجیے

۵۔ غور کرنے کی بات

اگر ہمارے یہاں مختلف قسم کے پرندے نہ ہوتے تو صبح کا منظر کیسا ہوتا۔

ایسے پرندوں کے نام لکھیے جنہیں آپ ہر روز صبح کے وقت دیکھتے ہیں۔ جس جگہ آپ رہتے ہیں، کیا وہاں سال بھر ایک ہی قسم کے پرندے ہوتے ہیں؟ ہماری ریاست میں کچھ پرندے باہر سے آتے ہیں۔ وہ یہاں کچھ وقت گزار کر واپس چلے جاتے ہیں۔ مثلاً ابابیل، کوئل، ہمالیائی مینا، پیلک چڑیا، وغیرہ۔

نیک عادات

انسان کو اس کی عادتوں سے پہچانا جاتا ہے۔ انسان کی عمر جتنی زیادہ ہوتی ہے اتنی ہی اس کی عادتیں پختہ ہوتی جاتی ہیں۔ آپ کی عمر عادتوں کو بنانے کی عمر ہے۔ آج جو عادت آپ میں پڑ جائے گی، وہ ساری زندگی آپ کے ساتھ رہے گی۔ اچھی عادتوں سے فائدے ہوتے ہیں اور بُری عادتوں سے نقصان۔ یہ فائدے اور نقصانات صرف انسان تک محدود نہیں رہتے بلکہ اوروں پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔

اگر پوری کلاس میں دو بچّے وقت کے پابند نہیں، وہ دیر سے آتے ہیں تو سب سے پہلے ان ہی کے دوست متاثر ہوتے ہیں۔ آہستہ آہستہ اُن کو بھی یہ عادت پڑ جاتی ہے۔ استاد پڑھانے کے لیے آتا ہے تو اسے بھی ان کو غیر حاضر دیکھ کر تکلیف ہوتی ہے۔ پڑھانے میں مزا نہیں آتا۔ پڑھائی شروع کرنے کے بعد جب وہ آ جاتے ہیں تو استاد کو کچھ باتیں دُہرانا پڑتی ہیں، جس سے اور بچّوں کا بھی وقت

ضائع ہوتا ہے۔ جب ان سے دیر سے آنے کی وجہ پوچھی جاتی ہے تو یہ ایک دن ایک بہانہ بناتے ہیں اور دوسرے دن دوسرا۔ اصل میں یہ صبح سویرے اُٹھنے کی عادت نہیں ڈالتے اور اس وجہ سے ان کا کتنا نقصان ہوتا ہے، یہ وہ نہیں سمجھتے۔ اگر سمجھتے بھی ہیں تو عادت سے مجبور پھر وہی سب کرتے ہیں۔ صبح دیر سے اُٹھنے کی وجہ سے بچّے سکول دیر سے پہنچتے ہیں۔ اسکول کا کام ٹھیک سے نہیں کر پاتے۔ کلاس میں استاد کے سوالوں کا جواب نہیں دے پاتے۔ اپنی غلطی کو چھپانے کے لیے بہانے بنانا پڑتے ہیں۔ اس طرح انھیں دھیرے دھیرے جھوٹ بولنے کی بھی عادت پڑ جاتی ہے۔ جھوٹ بولنا کتنا بڑا گناہ ہے وہ آپ جانتے ہی ہیں۔

دیر سے جاگنے کی بُری عادت کی وجہ سے بچّے اپنی صفائی کی طرف بھی پورا دھیان نہیں دے پاتے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ کچھ بچّے دوڑتے ہوئے اپنی قمیض کے بٹن بند کرتے ہیں اور جوتوں کے تسمے تو اسکول پہنچ کر بند کرتے ہیں۔ اصل میں دیر سے جاگنے کی وجہ سے انہیں اتنا وقت ہی نہیں ملتا کہ سلیقے سے اپنا لباس درست کریں۔ ایسے بچّے تو اپنی ماں کے لیے بھی تکلیف کا سامان پیدا کرتے ہیں۔ اگر اُن سے دیر سے جاگنے کی خراب عادت چھوٹ جائے یعنی وہ صبح جلدی جاگنے کی عادت ڈالیں تو نہ ان کی ماں کو تکلیف ہوگی اور نہ ان کا لباس بے ترتیب رہے گا۔ اتنا ہی نہیں وہ صفائی پر بھی دھیان دے پائیں گے، ان کے دوستوں کا وقت بھی ضائع نہیں ہوگا۔ استاد کلاس میں آ کے خوش ہوگا اور وہ خود بھی روز روز جھوٹ بولنے سے بچ جائیں گے۔

وقت پر کام کرنا بھی ایک اچھی عادت ہے۔ داناؤں کا قول ہے: "آج کا کام کل پر مت چھوڑو"۔ جو بچّے یہ سوچ کر شام کو زیادہ دیر تک کھیلتے ہیں کہ اسکول کا کام کل کریں گے، ان کا کام کبھی پورا نہیں ہوتا۔ کام تو وہ کرتے ہیں مگر اس قدر جلدی اور بے دلی سے کہ ٹھیک سے سمجھنے کا موقع نہیں ملتا اور کہیں نہ کہیں ان کے کام میں کوئی نقص ضرور رہ جاتا ہے۔ جو بچّہ وقت پر اپنا کام کرے، صبح جلدی اُٹھے، جھوٹ نہ بولے، صفائی کا دھیان رکھے، اپنا لباس ٹھیک رکھے، اپنے رہنے کی جگہ اور آس پاس کو صاف و پاک رکھے، بھائی بہن سے جھگڑا نہ کرے، اپنے ہم جماعتوں سے پیار سے پیش آئے، استاد کا ادب کرے، وہی بچّہ آگے چل کر زندگی میں کامیاب رہتا ہے۔

ا۔ فرہنگ:

الفاظ	:	معنی
عادت	:	خصلت۔ طور طریقہ
پختہ	:	مضبوط۔ پائیدار
ضائع	:	تلف۔ رائیگاں۔ بے کار

بہانہ	:	حیلہ۔ عذر۔ ٹال مٹول
گناہ	:	خطا۔ قصور۔ مذہبی احکام کے خلاف کوئی عمل
سلیقہ	:	طریقہ
سامان پیدا کرنا	:	اسباب مہیا کرنا۔ وسائل فراہم کرنا
دانا	:	عقلمند
نقص	:	کمی۔ کوتاہی۔ خامی
ہم جماعت	:	ہم سبق۔ جماعت میں ساتھ پڑھنے والا
بہانا بنانا	:	ٹالنا۔ حیلے بہانے کرنا

۲۔ سوالات:

۱۔ آدمی کس طرح سے پہچانا جاتا ہے؟

۲۔ دیر سے جاگنے کے کیا نقصانات ہوتے ہیں؟

۳۔ ''آج کا کام کل پر مت چھوڑو'' کے کیا معنی ہیں؟

۴۔ آج کا کام کل پر چھوڑنے سے کیا نقصان ہوتا ہے؟

۵۔ جھوٹ بولنا کیوں اچھا نہیں ہے؟

۳۔ لکھیے:

اچھی عادتوں کے بارے میں چند جملے لکھیے۔

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کی ضِد لکھیے :

مثال : اچھی عادت بُری عادت

فائدے ۔ حاضر ۔ تکلیف ۔ دوستی ۔ صبح ۔ دیر ۔ جاگنا ۔
جھوٹ ۔ گندگی ۔ کامیاب

۵۔ پڑھیے اور لکھیے :

احمد دیر سے جاگتا ہے، اسی لیے وہ اسکول وقت پر نہیں پہنچتا ۔

اس جملے میں ’’احمد‘‘ اسم ہے اور ’’وہ‘‘ ضمیر ہے ۔ ضمیر اس لفظ کو کہتے ہیں جو کسی اسم کی جگہ استعمال ہو ۔

آپ اپنے سبق سے چند ضمائر تلاش کر کے لکھیے ۔

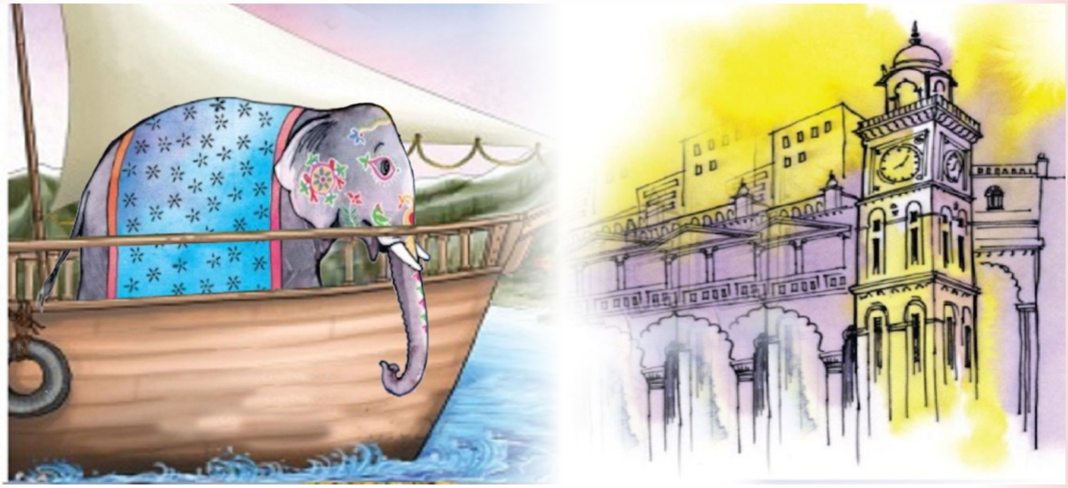

ہاتھی کا وزن

DK4PF3

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بادشاہ سخت بیمار ہوا، یہاں تک کہ جینے کی آس باقی نہ رہی۔ اس نے یہ منّت مانی کہ اگر خدا نے اُسے صحت عطا فرمائی تو وہ اُس کے نام پر ہاتھی کے وزن کے برابر روپیہ تول کر بھوکے ننگے فقیروں میں بانٹ دے گا۔

خدا نے اُس پر رحم فرمایا اور وہ چند ہی دنوں میں اچھا ہو گیا۔ لیکن اب وہ حیران تھا کہ ہاتھی کو کیوں کر تولے۔ اُس کا وزن معلوم کیے بغیر وہ منّت پوری نہ کر سکتا تھا۔ دربار میں بہت سے عقلمند لوگ موجود تھے۔ انھوں نے بہت سوچا لیکن کوئی بات بن نہ پڑی۔ اس لیے پورے ملک میں اشتہار دیا گیا کہ جو شخص ہاتھی کے برابر روپیہ تول کر دکھائے گا، ہم اُسے انعام سے مالا مال کر دیں گے۔

انعام کے لالچ میں بہت سارے لوگوں نے اپنی عقل پر زور دیا۔ ہزاروں جتن

کیے مگر کوئی صورت بن نہ پڑی۔ کچھ مہینے اسی طرح گزر گئے۔ بادشاہ کو فکر ہوئی اور وہ اس سوچ میں پڑ گیا کہ" زندگی کا بھروسہ نہیں، منّت کا عہد خدا سے کر چکا ہوں، اس کا پورا کرنا اب مجھ پر فرض ہے۔ ہاتھی کو تولنے کی تدبیر کسی کی سمجھ میں نہیں آتی، اب کیا کیا جائے" ایک دن وہ اسی شش و پنج میں تھا کہ ایک ملّاح خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی" جہاں پناہ! مجھے تدبیر سوجھی ہے۔ اگر حضور روپے اور ہاتھی میرے ساتھ کر دیں تو اُمید ہے کہ میں دریا جا کر ہاتھی کے برابر روپیہ تول کر حضور کو دکھا سکوں گا۔"

یہ سُن کر بادشاہ بہت خوش ہوا، وزیر کو ہاتھی اور روپیہ ملّاح کے ساتھ کر دینے کا حکم دیا اور خود بھی درباریوں کے ساتھ دریا کی طرف چلا۔ شہر میں یہ بات مشہور ہوگئی، اس لیے بہت سے تماشائی بھی دریا کی طرف روانہ ہوئے۔ جب بادشاہ، درباری اور عام لوگ وہاں پہنچ گئے تو ملّاح نے ایک ناؤ کو کنارے کے قریب لا کر کھڑا کیا۔ ہاتھی کو اس پر سوار کیا گیا۔ ہاتھی کے بوجھ سے ناؤ کا کچھ حصہ پانی میں ڈوب گیا۔ جہاں تک ناؤ پانی میں ڈوبی تھی، وہاں ملّاح نے نشان لگا دیا اور عرض کی" حضور! ہاتھی کا وزن اتنا ہے۔ اب ہاتھی کے وزن کے برابر روپے تولنے کے لیے ناؤ کو اس نشان تک پانی میں ڈبو دیا جائے"۔ اس کے بعد ناؤ میں روپے بھرنے کے لیے کہا گیا۔ بادشاہ کے حکم سے لوگ ناؤ میں روپے بھرنے لگے۔ ناؤ پانی میں نیچے ہوتی گئی۔ جب نشان تک ناؤ ڈوب گئی تو ملّاح نے کہا: "بس اب ہاتھی کے وزن کے برابر ان روپیوں کا وزن ہو گیا۔" بادشاہ اور درباری ملّاح کی

اس تدبیر سے خوش ہوئے اور اس کی عقل کی داد دی۔ اُسے اتنا انعام دیا کہ وہ بڑا دولت مند بن گیا۔ بادشاہ نے ناؤ میں بھرے ہوئے روپے یتیموں، بیواؤں، محتاجوں اور مسکینوں میں تقسیم کروائے۔

ا۔ فرہنگ:

الفاظ	:	معنی
منّت ماننا	:	نذر ماننا
منّت اُتارنا	:	نذر و نیاز کرنا
خیرات	:	صدقہ۔ دان
ناؤ	:	کشتی
بن نہ پڑنا	:	کر نہ سکنا۔ ہو نہ سکنا۔ ہاتھ نہ آنا
مالا مال کرنا	:	امیر بنانا۔ روپے پیسے دینا
اشتہار دینا	:	منادی کرنا۔ لوگوں کو اطلاع دینا
جتن کرنا	:	بہت کوشش کرنا
کوئی صورت بن نہ آنا	:	کوئی راستہ دکھائی نہ دینا۔
عہد	:	وعدہ

شش و پنج میں ہونا	:	پریشان ہونا۔تذبذب میں پڑنا۔گھبراہٹ میں ہونا
تدبیر سوجھنا	:	تجویز خیال میں آنا۔ترکیب نکل آنا
درباری	:	دربار سے متعلق شخص
تماشائی	:	تماشا دیکھنے والا
ملّاح	:	کشتی چلانے والا
یتیم	:	جس کے والدین میں سے ایک یا دونوں مر گئے ہوں
محتاج	:	ضرورت مند
بیوہ	:	وہ عورت جس کا شوہر مر گیا ہو
مسکین	:	غریب۔مفلس۔نادار

۲۔ سوالات:

۱۔ بادشاہ نے کیا منّت مانی تھی؟

۲۔ صحت یاب ہونے پر بادشاہ کیوں پریشان ہوا؟

۳۔ بادشاہ نے نذر کے روپے کن لوگوں میں بانٹ دیے؟

۴۔ بادشاہ کی پریشانی کو کس نے دور کیا؟

۵۔ ہاتھی کو کس طرح تولا گیا؟

۳۔ خالی جگہوں کو ان الفاظ سے پُر کیجیے جو سبق میں استعمال ہوئے ہیں:

۱۔ دربار میں بہت ....موجود تھے۔

۲۔ کچھ مہینے .... گزر گئے ۔

۳۔ منّت کا عہد .... سے کر چکا ہوں ۔

۴۔ یہ سُن کر .... بہت خوش ہوا۔

۵۔ جہاں تک ناؤ پانی .... ڈوبی تھی ۔

۶۔ اُسے اتنا انعام دیا کہ وہ .... بن گیا۔

۴۔ اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

۱۔ مالا مال کر دینا

۲۔ کوئی صورت بن نہ پڑنا

۳۔ جشن کرنا

۴۔ عہد کرنا

۵۔ شش و پنج میں ہونا

۶۔ داد دینا

غور کرنے کی باتیں:

کائنات میں مختلف قسم کے پیڑ، پودوں اور حیوانات کی بڑی اہمیت ہے۔ یہ پیڑ پودے اور حیوانات کائنات کی خوبصورتی کے لیے نہایت ضروری ہیں ۔ اِن تمام جاندار چیزوں کو زندہ رہنے کا اتنا ہی حق ہے جتنا ہمیں ۔ہمیں چاہیے کہ ہم ’’جیو اور جینے دو‘‘ کا اصول اپنائیں ۔

حیوانات میں ہاتھی ایک اہم جانور ہے۔ پرانے زمانے میں ہاتھی کو اکثر بار برداری اور سواری کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ جنگوں میں بھی ہاتھیوں کا استعمال کیا جاتا تھا۔ فوجی ہاتھیوں پر سوار ہو کر جنگ لڑتے تھے۔ اپنے استاد سے پورس کے ہاتھی کے بارے میں دریافت کریں۔ اُس زمانے میں ہاتھی پالنے والے کی بڑی عزت ہوتی تھی۔ اکثر امیر لوگ ہاتھی پالنا اپنی شان سمجھتے تھے۔ بدقسمتی سے اب یہ حالت نہیں ہے۔ لوگ پیسے کی خاطر ہاتھی کا شکار کر رہے ہیں اور اس طرح کائنات میں قائم ماحولیاتی توازن کو بگاڑ رہے ہیں۔ جنگل کے ماحولیاتی نظام میں توازن قائم رکھنے میں ہاتھی کا ایک اہم مقام ہے۔ اسی لیے ہاتھی کو مارنا یا اس کا شکار کرنا قانوناً جرم ہے۔ اس سب کے باوجود کچھ غرض مند لوگ چوری چھپے ہاتھی کا شکار کرتے ہیں اور اس کے دانت اور باقی ہڈیاں بیچتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ہاتھی کے تحفظ کے لیے اپنی آواز بلند کریں۔ ہمیں یہ بھی چاہیے کہ ہم تمام جنگلی جانوروں کا تحفظ کریں۔

مندرجہ ذیل امثال کو یاد رکھیے اور ان کا مفہوم دریافت کیجیے:

۱۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور، دکھانے کے اور
۲۔ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں
۳۔ ہاتھی ہزار لٹے پھر بھی سوا لاکھ ٹکے کا

ہندو مسلمان

ہندو مسلمان ہیں بھائی بھائی
تفریق کیسی ، کیسی لڑائی

ہندو ہو کوئی یا ہو مسلمان
عزت کے قابل ہے بس وہ انسان

نیکی ہو جس کا کارِ نمایاں
اوروں کی مشکل ہو جس سے آساں

ہر اِک سے نیکی ، سب سے بھلائی
ہندو مسلمان سب بھائی بھائی

ہندو مسلمان قومیں پُرانی
دونوں کی دونوں ہندوستانی

دونوں کا مسکن ہندوستاں ہے
دو بُلبلیں ہیں اِک گُلستاں ہے

اِک سر زمیں ہے اِک آسماں ہے
دونوں کا یک جا سُود و زیاں ہے

نااتفاقی آزارِ جاں ہے
مل جُل کے رہنا ہے کامرانی
ہندو مسلماں قومیں پُرانی

(تلوک چند محرومؔ)

۱۔ فرہنگ:

الفاظ	:	معنی
تفریق	:	الگ الگ ہونا۔مل کر نہ رہنا۔فرق
کارِنمایاں	:	وہ کام جو سب پر ظاہر ہو۔ وہ کام جو بہت بڑا اور تعریف کے قابل ہو۔
اوروں کی	:	دوسروں کی
قوم	:	ایسے لوگوں کا گروہ جو اپنی اصل میں ایک ہوں۔لوگوں کا گروہ
مسکن	:	رہنے کی جگہ۔گھر
سُوٗد	:	فائدہ
زیاں	:	نقصان
آزارِ جاں	:	وہ چیز جو جان کو تکلیف دے۔تکلیف دینے والا
کامرانی	:	کامیابی

۲۔ سوالات:

۱۔ عزت کے قابل کون لوگ ہیں؟

۲۔ ہندو مسلمان میں تفریق کیوں نہیں ہونی چاہیے؟

۳۔ ہندو مسلمان پرانی قومیں ہیں، اِس کا کیا مطلب ہے؟

۴۔ اچھے انسان کی کیا پہچان ہے؟

۳۔ نثر میں لکھیے:

۱۔ عزت کے قابل ہے بس وہ انسان
۲۔ نیکی ہو جس کی کارِ نمایاں
۳۔ اوروں کی مشکل ہو جس سے آساں
۴۔ دونوں کا یک جا سؤد و زیاں ہے

۴۔ یاد کیجیے:

اس نظم کو زبانی یاد کیجیے

۵۔ غور کرنے کی بات

''سؤد و زیاں'' میں ''و'' کے معنی ہیں ''اور''۔ اکثر لفظوں کے بیچ میں ''و'' ڈال کر ''اور'' کے معنی لیے جاتے ہیں۔ جیسے ''شاہ و گدا''۔ (بادشاہ اور فقیر)، ''گُل و بُلبُل'' (پھول اور بُلبل)۔ عام طور پر ایسے حالات میں ''و'' کو پچھلے حروف سے ملا کر بولتے اور پڑھتے ہیں یعنی ''شاہ و گدا'' کو ''شاہو گدا'' بولتے اور پڑھتے ہیں۔

سوامی وویکا نند

سوامی وویکا نند ۱۲ر جنوری ۱۸۶۳ء کوکلکتہ میں پیدا ہوئے۔ اُن کا اصلی نام نریندر دتہ تھا۔ بچپن ہی سے اُن کا رجحان روحانیت اور خدا شناسی کی طرف تھا، جو اُن کے والدین کی تربیت کا اثر تھا۔ اُن کے والد واشوا ناتھ دتہ ایک کامیاب وکیل اور سماجی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینے والے بے لوث شخص تھے۔ اُن کی والدہ کا نام بھونیشوری دیوی تھا، جو اپنے مذہب کی سچی پیرو اور پختہ سیرت و کردار کی خاتون تھیں۔ وویکا نند نے تعلیم کے ساتھ ساتھ موسیقی اور کھیل کود میں بھی مثالی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ کلکتہ یونیورسٹی سے گریجویشن کرنے کے ساتھ ہی انہوں نے مختلف موضوعات پر اپنے وسیع اور گہرے مطالعہ کی دھاک بٹھا دی تھی۔ اِن میں مغربی فلسفہ اور تاریخ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جوانی کے ایام میں وویکا نند کو روحانی طور پر نہایت سخت مراحل سے گزرنا پڑا، جب خدا کے وجود پر اُن کو شک ہونے لگا۔ انہی دِنوں انہوں نے اپنے کالج کے

ایک انگریزی پروفیسر کی زبانی سِری راما کرشنا کے بارے میں سُنا۔ نومبر ۱۸۸۸ء میں ایک دِن وہ اُن سے ملنے کے لیے گئے۔ انہوں نے وہی سوال سری راما کرشنا سے پوچھا، جس کا جواب اُن کو اِس سے قبل کئی لوگوں سے پوچھ کر بھی نہ مِلا تھا۔ سوال یہ تھا: ''جناب! کیا آپ نے خدا کو دیکھا ہے؟''۔ سری راما کرشنا نے کسی توقف کے بغیر جواب دیا: ''ہاں، میں نے خدا کو دیکھا ہے، میں خدا کو اتنا ہی صاف دیکھ سکتا ہوں، جتنا آپ کو دیکھ رہا ہوں''۔ آگے چل کر دونوں کے درمیان استاد اور شاگرد کا مضبوط روحانی رشتہ استوار ہو گیا، جس کے نتیجے میں لاکھوں لوگوں کی زندگیاں فکری اور روحانی سطح پر ایک نئے انقلاب سے دوچار ہوئیں۔

سوامی وویکا نند کو راما کرشنا مشن کا بانی کہا جاتا ہے۔ اُن ہی کی کوششوں سے مغربی دُنیا بالخصوص امریکہ اور یورپ کو ویدانت اور یوگا کے ہندوستانی فلسفوں سے شناسائی ہوئی۔ اتنا ہی نہیں، بین المذاہب آگہی کا بیڑہ اٹھانے کا سہرا بھی انہی کے سر جاتا ہے۔ جس سے انیسویں صدی کے اختتام پر ہندو اِزم ایک عالمی مذہب کے طور پر اُبھرنے میں کامیاب ہوا۔ جدید ہندوستان میں ہندومت کے احیائے نو کے لیے سوامی وویکا نند کی کوششوں کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

وویکا نند کے روحانی گُرو راما کرشنا نے اُن کو سکھایا تھا کہ تمام مذاہب سچے ہیں اور انسانیت کی خدمت ہی خدا کی بڑی عبادت ہے۔ اپنے گُرو کی وفات کے بعد وویکا نند طویل سفر پر نکلے اور بستی بستی گھوم کر لوگوں کی حالت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ انہوں نے امریکہ اور یورپ کا سفر بھی کیا اور وہاں لوگوں کے سامنے

ہندومت کا فلسفہ بیان کیا ۔ وویکا نند نے اپنے نظریات کی بنیاد ویدانت فلسفے پر رکھی ۔انھوں نے اپنے پیروکاروں کو ہدایت کی کہ وہ پاک دِل اور پاک نظر ہوکر رہیں اور خودغرضی اور لالچ کو چھوڑ دیں ۔انھوں نے ''انسان سازی'' کو اپنا مقصد قرار دیا ۔ اپنی غیر معمولی صلاحیتوں اور علمی و عملی سطح پر اپنی بے لوث کوششوں کی بدولت اُن کو جدید ہندو اِزم میں سب سے زیادہ با اثر شخصیت مانا جاتا ہے ۔ انھوں نے ہندوستان اور اِس سے باہر ہندومت کے اندر ایک نئ روح پھونک دی ۔ انھوں نے ہندومت کے تمام فرقوں اور دُنیا کے تمام مذاہب کو ایک ہی منزل تک پہنچانے والے راستے قرار دیا ۔ اُن کے خطبات پر مشتمل کئ کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں اور دُنیا بھر میں شوق سے پڑھی جاتی ہیں ۔

(ڈاکٹر جوہر قدوسی)

ا ۔ فرہنگ:

الفاظ	:	معنی
رُجحان	:	میلان ،توجہ
خدا شناسی	:	خدا کو پہچاننا
بے لوث	:	خالص ، بے آمیزش
جمناسٹِک	:	ورزش ، ورزشی کرتب
دھاک بٹھانا	:	دھوم مچانا ، رعب قائم کرنا ،شہرت پانا

اُستوار ہونا	:	مضبوط ہونا، پائیدار ہونا
دو چار ہونا	:	سامنا ہونا
بین المذاہب	:	مختلف مذہبوں کے درمیان
شناسائی	:	واقفیت، جان پہچان
احیائے نو	:	نئی جان ڈالنا، نئے سرے سے زندہ کرنا
روحانی گُرو	:	روحانی استاد، پیر و مرشد
طویل	:	لمبّا
ویدانت	:	ہندوؤں کے فلسفے اور مذہبیات کا نظام
پاک باطن	:	پاک دِل، پاک سیرت
انسان سازی	:	انسان بنانا، اچھی تربیت دینا، مہذب بنانا
فرقوں	:	فرقہ کی جمع

۲۔ سوالات:

۱۔ سوامی وویکانند کس شہر میں پیدا ہوئے؟

۲۔ سوامی وویکانند کا اصلی نام کیا تھا؟

۳۔ وویکانند نے سری راما کرشنا سے کیا سوال پوچھا؟

۴۔ راما کرشنا مشن کا بانی کس کو مانا جاتا ہے؟

۵۔ وویکانند نے اپنے نظریات کی بنیاد کس فلسفے پر رکھی؟

۳۔ خالی جگہوں میں صحیح الفاظ لکھیے :

۱۔ وویکا نند کا اصلی نام .... تھا۔

۲۔ وویکا نند طویل .... پر نکلے۔

۳۔ انہوں نے انسان سازی کو اپنا .... قرار دیا۔

۴۔ ان کے خطبات پر مشتمل کئی کتابیں .... پر آ چکی ہیں۔

۴۔ جملے میں الفاظ صحیح ترتیب سے لکھیے :

۱۔ بھونیشوری دیوی والدہ تھا کا نام اُن کی

۲۔ جناب ! دیکھا کو آپ خدا کیا نے ہے؟

۳۔ مشن بانی راما کرشنا کا سوامی کہا ہے وویکا نند کو جاتا۔

۵۔ غور کرنے کی بات:

ساختن فارسی کا ایک مصدر ہے۔ اِس کا اسم فاعل ’’ساز‘‘ ہے، جس کے معنی ہیں بنانے والا۔ جیسے : کارساز (کام بنانے والا)، شیشہ ساز (شیشہ بنانے والا)، انسان ساز (انسان بنانے والا ، یعنی انسانوں کی تربیت کر کے اُن کے اندر انسانی صفات پیدا کرنے والا)۔

اِس سبق میں ’انسان سازی‘ کی ترکیب استعمال ہوئی ہے۔ غور کیجیے کہ اِس سے کیا مُراد ہے۔

ایثار کا جذبہ

عدنان ایک تاجر تھا، جِس کا شمار شہر کے رئیسوں میں ہوتا تھا۔ قدرت نے اسے سب کچھ دیا تھا، اگر نہیں کچھ دیا تھا تو وہ تھی اولاد کی نعمت ۔شادی کے بہت سال بعد بھی اس کی بیوی شیبا کی گود سونی تھی ۔اولاد کی حسرت نے ان سے کس کس در پر دستک نہ دِلوائی ۔ پیروں ،فقیروں کے چکر نہ لگوائے ،گنڈے تعویز کرنے پر مجبور نہ کیا، پر مراد بر آنے کی کوئی صورت پیدا نہ ہو سکی۔

کچھ وقت یوں ہی گذرنے پر دوستوں ، یاروں کو بھی تشویش ہوئی ۔کسی نے دوسری شادی کی صلاح دی تو کسی نے بچہ گود لینے کا مشورہ دیا۔ کچھ نے تھوڑا اور انتظار کرنے اور علاج کرانے پر زور دیا۔عدنان تو شاید ایسا ہی کرتا ،مگر شیبا انتظار کے حق میں نہ تھی ۔اس کا خیال تھا کہ انہیں اگر کچھ کرنا ہے تو فوراً کر لینا چاہیے ۔ چاہے فیصلہ دوسری شادی کرنے کا ہو یا بچے کو گود لینے کا ،انہیں فوراً کچھ نہ کچھ کرنا

چاہیے۔ عدنان کو چوں کہ دوسری شادی گوارہ نہ تھی، اس لیے فیصلہ یہ ہوا کہ کسی بچے کو فوراً گود لے لیا جائے۔

چند روز قبل ہی ان کے محلے کا ایک نوجوان جوڑا جیپ کے حادثے میں جان بحق ہونے کی وجہ سے اپنے ایک سال کے خوبصورت بچّے کو پیچھے چھوڑ گیا تھا۔ انھوں نے اُسی کو گود لے لیا۔ بچّے کا نام زین رکھا گیا۔ چند ہی دنوں کے اندر گھر کی فضا بدل گئی۔ بچّہ کیا ملا، جیسے آنگن میں بہار اُتر آئی۔ عدنان اور شیبا دونوں بچّے کی کِلکاریوں میں یوں کھو گئے کہ کچھ مدت تک انھیں اپنے گرد و پیش کی خبر تک نہ رہی۔ وہ اُن کی آنکھ کا تارا ہی نہیں، روح کی ٹھنڈک اور دل کا قرار بھی تھا۔ شیبا کی تو جیسے اس میں جان تھی۔ وہ دن بھر اُس سے کھیلتی رہتی۔ کبھی اسے ایک طرح کے کپڑے پہناتی اور کبھی دوسری طرح کے۔ جب اس سے بھی تسلی نہ ہوتی تو کوئی اور جوڑا نکال کر اُسے پہنانا شروع کر دیتی۔

وقت گزرتا رہا۔ زین عمر کے ساتھ ہی ساتھ تعلیم و تربیت کے مرحلے بھی طے کرتا رہا۔ ایک اچھا اُستاد اس کی تعلیم کے لیے رکھا گیا۔ وہ اُسے گھر سے باہر بھی نکلنے نہ دیتے تھے کہ کہیں دھوپ یا چھاؤں اس کے رنگ کو میلا نہ کر دے۔

زین اب آٹھویں درجے میں تھا کہ اچانک ایک دن شیبا کی طبیعت خراب ہوگئی۔ ڈاکٹر معاینہ کرنے کے لیے آیا تو یہ سُن کر اُنھیں حیرت ہوئی کہ شیبا کے ہاں بچہ ہونے والا ہے۔ پہلے تو اُن کو اِس پر یقین ہی نہ آیا۔ جب بار بار پوچھنے پر بھی ڈاکٹر نے کہے ہوئے الفاظ دہرانے کے سوا اور کچھ نہ کہا تو اُنھیں یوں محسوس ہوا

جیسے کائنات کے سارے خزانوں کے دروازے اُن پر کھول دیے گئے ہوں۔ بچّے کی نعمت شیبا کو اگر چہ زین کی صورت میں پہلے ہی حاصل ہو چکی تھی، مگر اپنی کوکھ سے اولاد جننے میں قدرت نے عورت کے لیے لذّت کا جو سامان چھپا رکھا ہے، وہ اس سے اب تک آشنا نہ تھی۔ قدرت نے اس لذّت کو پانے کے سامان بھی اب اس کے لیے پیدا کر دیے تھے۔

پھر یوں ہوا کہ یکے بعد دیگرے اس کے ہاں دو لڑکے ہوئے۔ زین جسے اب تک بے پناہ توجہ حاصل تھی، اب آہستہ آہستہ بے توجہی کا شکار ہونے لگا۔ عدنان تو اب بھی اس سے پہلے کی طرح ہی پیار کرتا تھا، مگر اُس کے پاس وقت ہی کتنا تھا، جو وہ اس کے ساتھ گزارتا۔ کاروبار کے بکھیڑوں میں وہ سارا دن مصروف رہتا۔ شیبا کی توجہ اب اپنے بچّوں پر مرکوز تھی۔ زین کے لیے اب اُس کے پاس وقت نہ تھا۔ دوسری طرف زین فطرتاً اس قدر حسّاس تھا کہ اسے یہ تبدیلی بُری طرح محسوس ہونے لگی۔ اب وہ کالج کا طالب علم ہی نہیں، خاصا سمجھدار بھی ہو چکا تھا۔ پہلے تو اپنی ماں کے برتاؤ میں نمودار ہونے والی تبدیلی کی وجہ ہی اس کی سمجھ میں نہ آئی، پھر ایک دن جب وہ کالج سے گھر پہنچا تو اسے ماں باپ کی گفتگو سننے کا موقع مل گیا، جس سے اُس پر یہ راز فاش ہو گیا کہ وہ آج تک جنھیں اپنے والدین سمجھتا رہا ہے، وہ دراصل محض اس کے پالنے والے ہیں۔ اس انکشاف سے اگر چہ اسے بڑا صدمہ ہوا، مگر اُس نے اُن پر یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ اسے حقیقت معلوم ہو چکی ہے۔

ماں کے برتاؤ نے زین کے دونوں بھائیوں کے مزاج کو بھی متاثر کیا اور وہ

اُسے اپنا شریک سمجھ کر اُس سے نفرت کرنے لگے۔ عدنان نے شیبا اور اپنے دونوں لڑکوں کو بہت سمجھانے کی کوشش کی لیکن ان کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ زین اب ایم۔ کام کی ڈگری حاصل کر چکا تھا۔ ماں اور بھائیوں کے برتاؤ نے آخرکار اُسے گھر سے کنارہ کش ہونے پر مجبور کر دیا اور ایک رات وہ کسی کو کچھ بتائے بغیر نہ جانے کدھر نکل کھڑا ہوا۔

شیبا کے دونوں بیٹے آوارہ ہی نہیں، مغرور اور بد دماغ بھی تھے۔ جب تعلیم میں ان کا جی نہ لگا تو باپ نے انھیں اپنے کاروبار میں لگانے کی کوشش کی۔ مگر ایسی بے لگام طبیعتیں رکھنے والے بھلا بیوپار میں کیوں کر سرخ رو ہوتے۔ وہاں تو پِتّا مارے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا اور یہ وہ کام تھا جو اُن کے بس سے باہر تھا۔ عدنان میں اب اتنی ہمّت نہ تھی کہ تن تنہا سارا کام چلا لیتا۔ حصّے داروں نے بھی جب اُس کی یہ حالت دیکھی تو آہستہ آہستہ سب کچھ اپنے قبضے میں کرنے میں مصروف ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ مدّت بعد ہی اس کا دیوالہ پٹ گیا۔

کہتے ہیں مصیبت کبھی تنہا نہیں آتی۔ دولت کیا گئی، صحت نے بھی جواب دیا۔ بیماری نے اس طرح آن دبوچا کہ دیکھتے ہی دیکھتے عدنان کا وجود محض ایک سایا بن کر رہ گیا۔ ڈاکٹروں نے معاینہ کرنے کے بعد اُس کے دونوں گردے ناکارہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ اب اس کے زندہ ہونے کی واحد اُمید یہ تھی کہ اس کا کم سے کم ایک گردہ تبدیل کر دیا جائے۔ یہ واقعہ پانچ دس برس پہلے پیش آیا ہوتا تو کسی بھی قیمت پر گُردہ حاصل کیا جا سکتا تھا۔ اب تو دو وقت کی روٹی بھی میسّر نہ تھی،

گُردے کی قیمت کہاں سے ادا ہوتی۔ آوارہ بیٹے تو باپ کو کنگال پا کر پہلے ہی نہ جانے کدھر نکل چکے تھے۔ ایک شیبا تھی، جو اپنی غلطیوں کا کفّارہ ادا کرنے کے لیے اُس کا ساتھ دیے جا رہی تھی۔ اپنی اپنی جگہ پر دونوں کو یہ خیال اب رہ رہ کر پریشان کر رہا تھا کہ انھیں زین سے کی گئی ناانصافی کی سزا مل رہی ہے۔ لیکن اب پچھتانے سے کیا فائدہ تھا۔

زین جب گھر سے نکلا تو اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ کدھر جانا ہے۔ اُس نے قدم کیا بڑھائے کہ اُس کا راستہ خود ہی اُسے منزل کی طرف کھینچتا گیا۔ وہ اپنے شہر سے بہت دور جا کر ایک فیکٹری میں ملازم ہو گیا اور اپنی ان تھک محنت کے ذریعے ترقی کرتا ہوا دس برس کے اندر ہی فیکٹریوں کے ایک طویل سلسلے کا جنرل منیجر بن گیا۔ وہ اب ایک رئیس گھرانے کا داماد بھی تھا۔

ایک دن وہ اپنی کوٹھی کے لان میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا کہ اُس کی نظر ایک اشتہار پر پڑی۔ اس میں عدنان کی زندگی بچانے کے لیے ایک گُردہ عطیے کے طور پر دینے کی درخواست کی گئی تھی۔ اُس زمانے میں جب کہ ہزاروں روپے خرچ کرکے بھی ڈھنگ کا گُردہ حاصل کرنا آسان کام نہیں تھا، بھلا عطیے کے طور پر اُسے گردہ کون دیتا۔ زین خبر پڑھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور بیوی کو بتائے بغیر اپنے سیکرٹری کو ساتھ لے کر روانہ ہو گیا۔

دوسری صبح وہ عدنان اور شیبا کے سامنے موجود تھا۔ باپ کی حالت دیکھ کر زین دیر تک اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے روتا رہا۔ وہ ماں کے گلے لگ کر بھی دیر تک

سِسکیاں بھرتا رہا۔ یہ وہی لوگ تھے جنھوں نے اُسے اُس زمانے میں وہ سب کچھ دیا تھا، جو اُسے اُس وقت کوئی دینے والا نہ تھا۔ انھوں نے اُس کے لیے کیا کچھ نہیں کیا تھا۔ پرانی یادوں نے اُسے نڈھال کر دیا۔ وہ دو شخصیتیں جنھیں وہ ہمیشہ پُوجتا رہا تھا، اب محض ہڈیوں کے ڈھانچوں کی شکل اختیار کر چکی تھیں۔ کچھ دیر بعد اُس نے خود کو سنبھالا، پھر ڈاکٹروں سے مشورہ کرنے نکل پڑا۔

دوسرے دن عدنان کا اوپریشن کر دیا گیا۔ زین نے اپنا ایک گُردہ باپ کی نذر کر کے اُس کی جان بچائی۔ وہ چاہتا تو دولت کے بل بوتے پر ایک گُردہ کسی سے حاصل کر سکتا تھا، لیکن ایک تو عدنان کی حالت اس قدر خراب ہو چکی تھی کہ ایک دن کا انتظار کرنا بھی خطرے سے خالی نہ تھا اور دوسرے وہ اِس سعادت کو ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتا تھا۔

صحت یاب ہونے پر وہ اُن دونوں کو اپنے ساتھ لے آیا۔ اُس کی بیوی بڑی نیک دل خاتون تھی۔ اچانک اپنے ساس سسر کو گھر میں پا کر باغ باغ ہوگئی۔ زین نے اپنے چھوٹے بھائیوں کو بھی تلاش کر کے راہِ راست پر لگا دیا۔ اپنے رسوخ سے انھیں اچھے عہدوں پر مامور کرایا اور یوں سب ہنسی خوشی دن گزارنے لگے۔

ا۔ فرہنگ:

الفاظ	:	معنی
ایثار	:	قربانی
رئیس	:	دولت مند
عطا	:	انعام ۔ دین ۔ کسی کو کوئی چیز دینا۔
نعمت	:	بخشش ۔عطیہ ۔مال و دولت ۔ لذیذ چیز
گود سُونی ہونا	:	اولاد نہ ہونا
حسرت	:	کسی چیز کے نہ ملنے کا افسوس ۔ آرزو ۔ ارمان
دستک دینا	:	دروازہ کھٹکھٹانا
مُراد بر آنا	:	تمنّا پوری ہونا ۔مقصد پورا ہونا
تشویش	:	پریشانی ۔ بے قراری
مشورہ	:	صلاح
گوارہ کرنا	:	برداشت کرنا
قبل	:	پہلے
جان بحق ہونا	:	فوت ہونا ۔ مر جانا
فضا	:	کیفیت ۔سماں ۔ ماحول

کلکاریاں	:	بچّے کا چِلاّنا۔ قہقہہ لگانا
آنکھ کا تارا	:	بہت پیارا
قرار	:	آرام۔ چین
مرحلے	:	منزلیں۔ درجے
طبیعت	:	مزاج۔ فطرت
معاینہ کرنا	:	دیکھنا۔ مشاہدہ کرنا۔ جانچ پڑتال کرنا۔
حیرت	:	تعجب۔ اچنبھا
کائنات	:	دُنیا
جَننا	:	بچّہ پیدا کرنا
لذّت	:	مزہ۔ لُطف
توجہ	:	دھیان
مرکوز	:	جمایا ہوا۔ گڑا ہوا۔ نظر کا ایک نقطے پر جمنا
مصروف	:	مشغول
حسّاس	:	زیادہ محسوس کرنے والا۔ جلد محسوس کرنے والا
نمودار	:	ظاہر
راز فاش ہونا	:	بھید کُھلنا۔ پوشیدہ بات ظاہر ہونا
انکشاف ہونا	:	ظاہر ہونا
صدمہ	:	تکلیف۔ دُکھ

متاثر	:	اثر قبول کرنے والا
شریک	:	حصّے دار
کان پر جوں نہ رینگنا	:	کوئی اثر نہ ہونا
آوارہ	:	بدچلن ۔ مارا مارا پھرنے والا
بے لگام	:	بے قابو
سُرخ رُو	:	کامیاب
پِتّا مارنا	:	محنت کرنا
تن تنہا	:	اکیلا
دیوالہ پٹنا	:	کنگال ہو جانا
میسّر ہونا	:	ملنا ۔ حاصل ہونا ۔ مہیا ہونا
کنگال	:	مفلس
کفّارہ	:	تلافی ۔ بدل
قدم بڑھانا	:	آگے بڑھنا
عطیہ	:	بخشش ۔ تحفہ ۔ دین
سِسکیاں بھرنا	:	رونا
نِڈھال	:	تھکا ہوا
اوپریشن	:	جراحی ۔ چیر پھاڑ کرنا
بل بوتا	:	زور ۔ طاقت

سعادت : خوش قسمتی ۔ خوش نصیبی ۔ نیکی ۔ بھلائی

خاتون : عورت

راہِ راست : درست راستہ ۔ سیدھا راستہ

مامور : مقرر کیا ہوا

۲۔ سوالات:

۱۔ اس کہانی کا سب سے اہم کردار کون ہے؟

۲۔ عدنان اور شیبا بچّہ گود لینے کے لیے کیوں مجبور ہوئے؟

۳۔ گود لیے گئے بچّے کا نام بتائیے؟

۴۔ زین گھر سے کنارا کش ہونے پر کیوں مجبور ہوا؟

۵۔ زین کے علاوہ عدنان اور شیبا کے اور کتنے بچے تھے؟

۶۔ بچے جننے کے بعد شیبا میں کیا تبدیلی رونما ہوئی؟

۷۔ عدنان کے دیوالیہ ہونے کے اسباب کیا تھے؟

۸۔ عدنان کی بیماری کے بارے میں ڈاکٹر نے کیا بتایا؟

۹۔ زین کو عدنان کی بیماری کی اطلاع کیسے ملی؟

۱۰۔ عدنان کا علاج کیسے ہوا؟

۱۱۔ زین نے اپنے باپ اور بھائیوں کو تباہی سے بچانے کے لیے کیا کِیا؟

۱۲۔ اس کہانی سے آپ کو کیا سبق ملتا ہے؟

۳۔ درج ذیل محاوروں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

۱۔ گود سونی ہونا
۲۔ آنکھ کا تارا ہونا
۳۔ جان بحق ہونا
۴۔ راز فاش ہونا
۵۔ کان پر جوں نہ رینگنا
۶۔ کنارا کش ہونا
۷۔ پتّا مارنا
۸۔ دیوالہ پٹ جانا
۹۔ کفّارہ ادا کرنا
۱۰۔ نذر کرنا
۱۱۔ ہاتھ سے جانے نہ دینا
۱۲۔ باغ باغ ہونا

۴۔ خالی جگہوں کو اُن لفظوں سے پُر کیجیے جو سبق میں استعمال ہوئے ہیں:

۱۔ چند ہی دنوں کے اندر گھر کی .... بدل گئی۔ (فضا۔ ماحول)
۲۔ شیبا کی توجہ اپنے بچّوں پر .... تھی۔ (مرکوز۔ لگی)
۳۔ زین اب .... کی ڈگری حاصل کر چکا تھا۔ (ایم۔ کام، میٹرک)
۴۔ عدنان میں اب اتنی .... نہ تھی۔ (ہمت۔ طاقت)
۵۔ کہتے ہیں مصیبت کبھی .... نہیں آتی۔ (تنہا۔ اکیلی)
۶۔ دوسرے دن عدنان کا .... کر دیا گیا۔ (اوپریشن۔ داخلہ)

۵۔ سمجھیے اور کیجیے:

عدنان ۔شہر۔قدرت ۔زین ۔شیبا۔کائنات ۔

گردہ۔مصروف ۔ترقی ۔دروازہ۔

یہ سب الفاظ جگہوں ،لوگوں، چیزوں یا مختلف قسم کی حالتوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ایسے نام بتانے والے الفاظ اسم کہلاتے ہیں۔

ایسے ہی پانچ اسم آپ بھی لکھیے۔

جاگو، جگاؤ

جاگو ، جاگو ، جاگو پیارے   جاگے دنیا والے سارے
دیکھو سورج ، چاند ، ستارے   کرتے ہیں سب تم کو اشارے
تم بھی غفلت سے باز آؤ
جاگو ، جاگو ، سب کو جگاؤ
بے کاری کا رونا کب تک   آنسوؤں سے منہ دھونا کب تک
تکیہ اور بچھونا کب تک   جاگو ، جاگو ، سونا کب تک
اُٹھو اُٹھو اب اُٹھ جاؤ
جاگو ، جاگو ، سب کو جگاؤ

کوشش سے کچھ کرنا سیکھو　　بل پر اپنے اُبھرنا سیکھو
صرف خدا سے ڈرنا سیکھو　　حق کی خاطر مرنا سیکھو
کام کوئی جگ میں کر جاؤ
جاگو ، جاگو ، سب کو جگاؤ
اُلفت کی بارش برساؤ　　نفرت کی یہ آگ بجھاؤ
مل کر گیت پریم کے گاؤ　　گھر گھر یہ پیغام سناؤ
آپس کے جھگڑوں کو مٹاؤ
جاگو ، جاگو ، سب کو جگاؤ
سب ہمت ہاروں کو اُٹھاؤ　　قسمت کے ماروں کو اُٹھاؤ
قوم کے بے کاروں کو اُٹھاؤ　　بے بس ، بے چاروں کو اٹھاؤ
نیّر کا یہ نغمہ گاؤ
جاگو ، جاگو ، سب کو جگاؤ

شفیع الدّین نیّر

ا۔ فرہنگ:

الفاظ		معنی
بل	:	زور۔ طاقت
بچھونا	:	بستر
تکیہ	:	سرہانے رکھنے کی چیز
قسمت کا مارا	:	بدنصیب، بدقسمت
بے چارہ	:	بے بس۔ غریب
ہمت ہار	:	ہمت ہارنے والا
غفلت	:	لا پروائی
جگ	:	دُنیا
پریم	:	محبت
آنسوؤں سے منہ دھونا	:	رونا
نغمہ	:	گیت

۲۔ سوالات:

ا۔ یہ نظم کس شاعر نے لکھی ہے؟

۲۔ اس نظم میں سورج، چاند اور ستاروں کا اشارہ کس کی طرف ہے؟
۳۔ نظم میں کس چیز کی بارش ہونے کی بات کہی گئی ہے؟
۴۔ کس سے ڈرنا چاہیے اور کس کی خاطر مرنا سیکھنا چاہیے؟
۵۔ شاعر نے کس کی آگ بجھانے کی بات نظم میں کہی ہے؟
۶۔ شاعر کے مطابق ہم کون سا گیت گائے اور ہر گھر تک کیا پیغام پہنچائے؟
۱۰۔ نظم میں شاعر کن لوگوں کو اُٹھانے کی دعوت دے رہا ہے؟

۳۔ درج ذیل الفاظ کی ضد لکھیے:

جاگنا ....

رونا ....

اُٹھنا ....

مرنا ....

۴۔ معنی لکھیے اور جملوں میں استعمال کیجیے:

اُلفت ....

چاند ....

ستارے ....

سورج ....

کوشش ....

گیت ....

پیارے ....

قسمت ....

ہمت ....

۵۔ یاد کیجیے:

اس نظم کو زبانی یاد کیجیے۔

پرانے زمانے کی بات ہے کہ کسی گاؤں میں ایک چُغل خور رہتا تھا۔ اُسے چغلی کھانے کی بہت بُری عادت تھی ۔ جب تک وہ کسی کی چغلی نہ کھا لیتا، اُسے چین نصیب نہ ہوتا تھا۔ اِس وجہ سے گاؤں میں اُسے کوئی نوکر رکھنے پر تیار نہ ہوتا تھا۔ آخر بھوک سے تنگ آ کر اس نے اپنا گاؤں چھوڑ دیا۔ چلتے چلتے وہ ایک اور گاؤں میں جا پہنچا۔ یہاں اُسے کوئی نہ جانتا تھا۔ وہ ایک کسان کے پاس اس شرط پر ملازم ہو گیا کہ وہ تنخواہ نہیں لے گا، صرف روٹی کپڑا لے گا۔ اِس کے علاوہ ہر چھے ماہ بعد اُسے کسان کی ایک چغلی کھانے کی اجازت ہوگی۔

چُغل خور بڑی محنت سے کام کرتا رہا۔ وقت گزرتا گیا اور کسان یہ شرط بھول گیا۔ اُدھر چُغل خور بڑی بے چینی سے وقت گزرنے کا انتظار کرتا رہا۔ آخر خدا خدا کر کے چھے ماہ گزر گئے۔ اب وہ شرط کے مطابق کسان کی چغلی کھا سکتا تھا۔

ایک دن کسان اپنے کھیتوں میں کام کر رہا تھا اور گھر میں اُس کی بیوی اکیلی تھی۔ یہ دیکھ کر چُغل خور اُس کی بیوی کے پاس گیا اور بڑا ہمدرد بنتے ہوئے کہنے لگا:

”کسان کوڑھی ہو گیا ہے اور اُس نے اب تک یہ بیماری تم سے چھپا رکھی ہے۔“ وہ بڑی حیران ہوئی اور بولی: مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ وہ کوڑھی ہو گیا ہے۔“ چُغل خور نے بتایا کہ کوڑھی کا جسم نمکین ہو جاتا ہے، اگر اپنی تسلّی کرنا چاہو تو کسان کے جسم کو چاٹ کر دیکھ لو۔ کسان کی بیوی چُغل خور کی باتوں میں آ گئی۔ اُس نے کہا، وہ کل کسان کا کھانا لے کر کھیتوں میں جائے گی تو کسان کے جسم کو چاٹ کر ضرور دیکھے گی۔ چُغل خور کسان کی بیوی سے یہ باتیں کر کے سیدھا کھیتوں کی طرف گیا۔ کسان کھیتی باڑی کے کاموں میں لگا ہوا تھا۔ چُغل خور کسان کے پاس پہنچا اور اُس سے کہنے لگا کہ تم اِدھر کھیتوں میں کام کرتے پھر رہے ہو اور اُدھر تمہاری بیوی پاگل ہو گئی ہے۔ کسان بڑا حیران ہوا۔ چُغل خور نے اُسے یقین دلاتے ہوئے کہا کہ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ وہ تو پاگل پن میں آدمیوں کو کاٹنے دوڑتی ہے۔ کسان کام کاج چھوڑ کر سوچ میں پڑ گیا۔ اُس نے دل میں سوچا کہ نوکر ٹھیک ہی کہہ رہا ہوگا۔ اُسے اس قسم کا جھوٹ بولنے کی کیا پڑی۔ چُغل خور نے اسے پریشان دیکھ کر کہا کہ تمہیں میری بات پر یقین نہیں تو کل جب وہ کھانا لے کر آئے گی تو اس وقت دیکھ لینا۔

جب چُغل خور نے یہ جان لیا کہ کسان اُس کی باتوں میں آ گیا تو وہاں سے اٹھ کر کسان کے سالوں کے پاس پہنچ گیا۔ وہ ایک دوسرے گاؤں میں رہتے تھے۔ چُغل خور نے انہیں بتایا کہ تم یہاں مزے کر رہے ہو اور تمہارا بہنوئی تمہاری بہن کو روزانہ بڑی بے دردی سے مارتا ہے۔ انہوں نے حیران ہو کر کہا کہ ہماری بہن نے تو کبھی نہیں بتایا۔ چُغل خور نے کہا: وہ بے چاری شرم کے مارے تمہیں کچھ نہیں

بتاتی ۔انہوں نے کہا: ''ہم تمہاری بات پر کیسے یقین کرلیں؟'' چُغل خور فوراً بول پڑا کہ اگر تم اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہو تو کل دوپہر کو کھیتوں میں آکر دیکھ لینا۔ وہ یہ بات سن کر لال بھبوکا ہو گئے ۔ انہوں نے چُغل خور سے کہا کہ کل ہم کھیت میں چھُپ کر یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔

چُغل خور وہاں سے رخصت ہو کر سیدھا کسان کے بھائیوں کے پاس پہنچا۔ چُغل خور اُن سے کہنے لگا کہ تم اچھے ماں جائے ہو۔ تمہارا بھائی ہر چوتھے روز اپنی بیوی کے بھائیوں سے پِٹتا ہے اور تمہیں اس کی کوئی خبر نہیں۔ کسان کے بھائی غصّے سے تِلملا اُٹھے۔ چُغل خور نے یقین دلانے کی خاطر اُن سے بھی کہا کہ کل دوپہر کو کھیتوں میں آکر دیکھ لینا۔

دوسرے دن کسان کی بیوی کھانا لے کر کھیتوں میں گئی۔ روٹی رکھ کر وہ کسان کے پاس ہی بیٹھ گئی۔ کسان بڑے غور سے اس کی حرکتوں کو دیکھنے لگا۔ بیوی نے روٹی قریب کرنے کے بہانے کسان کے اور نزدیک ہونے کی کوشش کی۔ اس پر کسان ذرا پیچھے کِھسک گیا۔ اب بیوی کو یقین ہو گیا کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ کسان نے روٹی لینے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا تو اس نے جھپٹ کر کسان کی کلائی پکڑ لی۔ کسان اُچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔ اب اُسے یقین ہو گیا کہ اس کی بیوی پاگل ہو گئی ہے۔ بیوی ایک بار پھر آگے بڑھی اور زبان نکال کر کسان کو چاٹنے کی کوشش کرنے لگی۔ کسان نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، بیوی کو پیٹنا شروع کر دیا۔ کسان کے سالے قریبی کھیت میں چھپے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر باہر نکل آئے اور کسان پر ٹوٹ

پڑے۔ ایک دوسرے کھیت میں چھپے ہوئے کسان کے بھائی بھی میدان میں اُتر پڑے۔ سب نے ایک دوسرے کو اتنا مارا کہ خون میں نہا گئے۔ آخر اِدھر اُدھر کے لوگوں نے آ کر انہیں ایک دوسرے سے الگ کیا۔ جب اُن کا غصّہ قدرے کم ہوا تو لوگوں نے لڑنے کی وجہ دریافت کی۔ سب نے اپنی اپنی بات بتائی۔ معلوم ہوا کہ یہ سب چُغل خور کی کارستانی ہے۔ وہ سب اُس کی تلاش میں نکلے لیکن اُس وقت تک چُغل خور وہ گاؤں چھوڑ کر کہیں دُور جا چکا تھا۔ سچ کہا ہے کسی نے کہ چُغل خوری ایک نہایت بُرا کام ہے۔ چُغل خور کو اللہ سخت سزا دیتا ہے اور قیامت کے روز وہ ذلیل و رسوا ہوگا۔

ا۔ فرہنگ:

الفاظ	:	معنی
چغلی	:	غیبت۔ کسی کی بُرائی کرنا
چُغل خور	:	غیبت کرنے والا
چین	:	سکون۔ سُکھ
کوڑھی	:	کوڑھ کا مریض۔ جذامی
لال بھبوکا	:	نہایت سُرخ۔ غصّے کے باعث سُرخ (چہرہ)

ماں جایا	:	سگا بھائی (جمع : ماں جائے)
تِلملا اُٹھا	:	بے چین ہونا۔ تڑپنا
دال میں کالا	:	شک وشبہ کی بات
کارستانی	:	سازش۔ شرارت۔ چالاکی
آؤ دیکھا نہ تاؤ	:	بغیر سمجھے بوجھے کام کرنا

۲۔ سوالات:

ا۔ چُغل خور کِسے کہتے ہیں؟

۲۔ کس کو گاؤں میں کوئی نوکر رکھنے پر تیار نہ تھا؟

۳۔ کسان کے بارے میں اُس کی بیوی سے چُغل خور نے کیا کہا؟

۴۔ کسان سے اُس کی بیوی کے بارے میں چُغل خور نے کیا کہا؟

۵۔ چُغل خور نے اور کِس کِس کے کان بھرے؟

۳۔ الفاظوں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

چغلی۔ چین۔ کوڑھی۔ دال میں کالا۔ ماں جایا۔ کارستانی

۴۔ خالی جگہیں پُر کیجیے:

ا۔ کسی گاؤں میں ایک .... رہتا تھا۔

۲۔ چُغَل خور بڑی .... سے کِام کرتا رہا۔
۳۔ کسان کی بیوی چُغَل خور کی .... میں آ گئی۔
۴۔ معلوم ہوا کہ یہ سب چُغَل خور کی ....
۵۔ چُغَل خور کو اللہ .... دیتا ہے۔

۵۔ چُغَل خوری کی بُرائیوں پر دس جملے لکھیے:

برف باری

دو دن سے جاری ہے برف باری
یہ شان باری
یہ کرد گاری
وادی ہماری
چاند کی ساری
کن سَر کے بن میں
میرے وطن میں ہے برف باری
دو دن سے جاری

کوہ و بیاباں ہموار میدان
صحن گلستان
بن اور پرستان
مستور یکسر
معمور یکسر
اک نور یکسر
کافور یکسر
کوہ و بیابان ہموار میدان
شام و سحر گم شمس و قمر گم
سب خشک و تر گم
دیوار و در گم
ہر اک بشر گم
سردی کے ڈر سے
نکلے نہ گھر سے
دن رات بر سے
شام و سحر گم شمس و قمر گم
مزدور بے کس ہے سخت بے بس

ہوتی نہیں بس
بس ہو تو جائے
جا کر کمائے
کھائے کھلائے
مزدور بے کس ہے سخت بے بس
کمسن یہ لڑکے اٹھتے ہیں تڑکے
لڑ کے جھگڑ کے
ہر ایک بولے
پھینکو رے گولے
جادو بیانی شیریں زبانی
میری روانی
رکتی نہیں ہے
تھمتے ہیں دریا جمتا ہے پانی
میری روانی
رکتی نہیں ہے

(رسا جاودانی)

ا۔ فرہنگ:

الفاظ	:	معنی
شانِ باری	:	خدا کی شان
کردگاری	:	خداوندی
کن سر	:	بھدرواہ میں ایک جگہ کا نام
کوہ	:	پہاڑ
بیاباں	:	جنگل ۔ ویرانہ
پرستان	:	پریوں کے رہنے کی جگہ
مستور	:	چھپا ہوا ۔ پوشیدہ
معمور	:	بھرا ہوا ۔ آباد
کافور	:	ایک خوشبودار سفید مادہ جو بطور دوا استعمال ہوتا ہے
شمس	:	سورج
قمر	:	چاند
سحر	:	صبح
تر	:	گیلا ۔ بھیگا ہوا
بشر	:	آدمی ۔ انسان
بے کس	:	بے سہارا

جادو بیانی	:	ایسا بیان جس میں جادو کی تاثیر ہو۔ زیادہ متاثر کرنے والی تقریر
شیریں زبانی	:	میٹھی گفتگو
روانی	:	بہاؤ
تھمنا	:	رُکنا
جمنا	:	یخ بستہ کرنا

۲۔ سوالات:

۱۔ اس نظم کا لکھنے والا کون ہے؟

۲۔ برف باری سے کیا ہوتا ہے؟

۳۔ برف باری میں لوگ گھر سے کیوں نہیں نکلتے ؟

۴۔ برف باری میں مزدور کی حالت کیا ہوتی ہے؟

۵۔ کم سن لڑکے برف باری میں کیا کرتے ہیں؟

۳۔ اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

برف باری ۔ بیابان ۔شمس وقمر۔ بے بس ۔کم سن ۔ جادو بیانی
شیریں زبان ۔ روانی ۔تھمنا ۔

۴۔ برف باری پر چند جملے لکھیے :

۵۔ غور کرنے کی بات:

ہمارے یہاں موسم سرما میں برف باری ہوتی ہے۔تمام پہاڑ، گھنے جنگلات برف سے ڈھک جاتے ہیں۔سخت سردی کی وجہ سے یہ برف مزید جم جاتی ہے۔موسم گرما میں یہی برف دھیرے دھیرے پگھل کر ندی نالوں کے ذریعے ہم تک پہنچتی ہے۔موسم سرما میں جب کم برف پڑتی ہے تو پانی کی مقدار بھی کم ہو جاتی ہے اور اکثر بار اس وجہ سے شدت کا سوکھا پڑتا ہے۔سوکھا پڑنے سے فصلوں کو شدید نقصان پہنچتا ہے۔فصلوں کو نقصان پہنچتا ہے تو خوراک ملنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ہمارے ہاں اب مناسب و موزون برف باری نہیں ہوتی۔کئی سال سے ہمارے کئی علاقوں میں ہر سال سوکھا پڑتا ہے۔ گرمیوں میں آب و ہوا معتدل ہونے کے بجائے کافی گرم ہوتی ہے۔کیا آپ جانتے ہیں کہ ایسی صورت حال کیوں کر پیدا ہوتی ہے؟ یہ صورت حال جنگلات کے بے تحاشا اور بے دریغ کٹاؤ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔قدرتی ماحول میں قائم توزان بگڑ چکا ہے۔اپنے دوستوں کے ساتھ صلاح مشورہ کر کے بتائیے کہ ماحول میں مناسب توازن قائم رکھنے کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے۔کیا ہمیں نہیں چاہیے کہ ہم اپنے ماحول کو بنائے رکھنے کے لیے مناسب اقدام اٹھائیں؟

حکایات

DM7RT9

(۱)

دو دوست جنگل کے راستے سے گزر رہے تھے۔ سامنے سے ایک ریچھ آتا دکھائی دیا۔ ایک دوست نہایت پھُرتی سے درخت پر چڑھ گیا۔ دوسرے کو درخت پر چڑھنا نہیں آتا تھا۔ دوسرے نے پہلے کو مدد کے لیے پکارا۔ پہلا اور اوپر چڑھ گیا۔ تب دوسرے کو ایک ترکیب سوجھی۔ وہ جھٹ سے پیڑ کی جڑ کے پاس لیٹ گیا اور سانس روک لی۔ ریچھ نے آکر اس کے منہ، ناک اور کان کو سونگھا اور مردہ سمجھ کر آگے بڑھ گیا۔ کچھ دیر بعد پہلا دوست درخت سے نیچے اترا اور دوسرے سے بولا: ''ریچھ تمہارے کان میں کیا کہہ رہا تھا''؟ دوسرے دوست نے جواب دیا: وہ کہہ رہا تھا کہ ''خودغرض لوگوں کی دوستی پر بھروسہ مت کرنا''۔

(۲)

ایک شخص دن کے اجالے میں شمع لے کر بازار میں چکّر لگا رہا تھا۔ کسی نے اس سے پوچھا: ''دن کی روشنی میں چراغ لے کر کسے ڈھونڈتے پھر رہے ہو''؟ اُس نے جواب دیا ''میں آدمی کی تلاش میں ہوں مگر وہ نہیں ملتا''۔ اُس شخص نے یہ سُن کر کہا:

"جناب بازار میں تو اِتنے آدمی ہیں کہ کھَوے سے کھَوا چھل رہا ہے"۔ اس نے کہا: "میں ایسے آدمی کو ڈھونڈ رہا ہوں جو غُصے اور لالچ کے موقع پر بھی اپنے آپ پر قابو رکھے"۔ اس شخص نے کہا: "ایسا آدمی تو کم ملتا ہے"۔ اس نے کہا: "مگر مجھے ایسے ہی آدمی کی تلاش ہے"۔ (حکایاتِ رومی)

(۳)

میں نے کبھی قسمت کی خرابی یا آسمان کی سختی کی شکایت نہیں کی۔ ایک بار ایسا ہوا کہ میں ننگے پاؤں تھا اور جوتا بھی نہ خرید سکتا تھا۔ اسی غم میں میں کوفہ کی مسجد میں داخل ہوا۔ وہاں میں نے ایک آدمی کو دیکھا جس کے پاؤں ہی نہیں تھے۔ میں نے خدا کی نعمت کا شکر ادا کیا اور اپنے پاس جوتا نہ ہونے پر صبر کیا۔ (گلستان سعدی)

ا۔ فرہنگ:

الفاظ	:	معنی
پھُرتی	:	چالاکی۔ تیزی
ترکیب سوجھنا	:	تدبیر سوجھنا
اُجالا	:	روشنی
کھَوے سے کھَوا چھلنا	:	نہایت ہی بھیڑ بھاڑ ہونا۔ ہجوم ہونا
نعمت	:	مال و دولت۔ ثروت

۲۔ سوالات:

۱۔ دو دوستوں نے کس جانور کو آتے ہوئے دیکھا؟
۲۔ دوسرے دوست نے کیا جواب دیا؟
۳۔ ایک شخص چراغ لے کر کہاں چکر لگا رہا تھا؟
۴۔ وہ چراغ لے کر کس کو ڈھونڈ رہا تھا؟
۵۔ ننگے پاؤں شخص کس مسجد میں داخل ہوا؟
۶۔ ننگے پاؤں شخص نے کس بات پر صبر کیا؟

۳۔ خالی جگہیں پُر کیجیے:

۱۔ ایک دوست......................درخت پر چڑھ گیا۔
۲۔ خودغرض لوگوں کی دوستی پر..............مت کرنا۔
۳۔ چراغ لے کر کسے......................پھر رہے ہو؟
۴۔ جو غصے اور لالچ کے موقعہ پر بھی اپنے آپ پر......................رکھے۔
۵۔ میں ننگے پاؤں تھا اور جوتا بھی نہ......................سکتا تھا۔
۶۔ میں نے خدا کی......................کا شکر ادا کیا۔

۴۔ یاد رکھیے اور کیجیے:

اس سبق میں کئی الفاظ ایسے استعمال کیے گئے ہیں جن میں ہائے مخلوط (ھ)

موجود ہے ۔ مثلاً ریچھ ، چڑھ ، جھٹ ، سونگھا ، سمجھ ، کُچھ ، بھروسہ ، پوچھا ، ڈھونڈتے ، پھر رہے ۔ کھوا ۔ چھل ، مجھے ۔ تھا ۔ دیکھا ۔

ہائے مخلوط (ھ) کو ''دوچشمی ہے'' بھی کہتے ہیں ۔ ''دوچشمی ہے'' کا شمار اُردو حروفِ تہجی میں نہیں ہوتا ، یہ محض ایک علامت ہے ، حرف نہیں ۔

آپ تلفُّظ ، اِملا اور معنی پر غور کرتے ہوئے نیچے لکھے ہوئے لفظوں کے جوڑے اپنی نوٹ بک میں نقل کیجیے :

باپ : بھاپ ،	باگ : بھاگ ،
بلا : بھلا ،	بالو : بھالو ،
پل : پھل ،	پٹ : پھٹ ،
جاگ : جھاگ ،	چال : چھال
چُپ : چھُپ ،	دان : دھان ،
دار : دھار ،	ڈال : ڈھال

صحت اور صفائی

ہماری زندگی کا دار و مدار صحت پر ہے۔ اچھی صحت کے لیے تازہ ہوا، صاف پانی، اچھی غذا اور صفائی نہایت ضروری ہے۔ خوراک اور پانی کے بغیر ہم کچھ دن تو زندہ رہ سکتے ہیں لیکن ہوا کے بغیر ایک پل بھی زندہ رہنا مشکل ہے۔ ہم تقریباً ہر پانچ سیکنڈ میں ایک دفعہ سانس لیتے ہیں۔ ہم ناک اور مُنہ کے ذریعہ سانس لیتے ہیں۔ ان دونوں کو صاف بھی کرتے رہتے ہیں۔ ناک اور مُنہ کی طرح ہماری جلد کا بھی اپنا مخصوص کام ہے۔ لہٰذا جلد کو بھی صاف سُتھرا رکھنا نہایت ضروری ہے۔

تندرستی اور بیماری دونوں حالتوں میں تازہ اور صاف ہوا انسانی زندگی کے لیے لازمی ہے۔ اچھا خون صرف اچھی غذا اور صاف خوراک سے ہی نہیں بنتا بلکہ تازہ اور صاف ہوا بھی اس کے لیے ضروری ہے۔ صبح سویرے ہوا خوری سے سُستی دور

ہو جاتی ہے۔ تازہ ہوا میں تھوڑی بہت ورزش بھی کرنی چاہیے۔ اس سے جسم کے تمام اعضاء تندرست اور توانا رہتے ہیں۔ تازہ ہوا غذا کے ہضم ہونے میں بھی مددگار ثابت ہوتی ہے۔

خدا کی عطا کی ہوئی نعمتوں میں پانی بڑی نعمت ہے۔ ہمارے جسم کا تین چوتھائی حصّہ پانی کی شکل میں ہے۔ پانی خوراک کو اچھی طرح ہضم کرنے میں مدد کرتا ہے۔ پینے کے لیے پاک اور صاف پانی کا ہی استعمال کرنا چاہیے۔ اُبالا ہوا پانی عام طور پر جراثیم سے پاک ہوتا ہے۔ قدرتی پانی پہاڑوں پر جمی برف کے پگھلنے سے حاصل ہوتا ہے یا بارش سے۔ کنوؤں، چشموں اور تالابوں کا پانی خالص نہیں ہوتا۔ اس پانی میں مختلف قسم کے معدنیاتی مادّے شامل ہوتے ہیں۔ اسی طرح سمندر کا پانی نمکین ہونے کے باعث استعمال میں نہیں لایا جاتا۔ آلودہ پانی کے استعمال سے ہیضہ اور ٹائیفائڈ جیسی مہلک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

ہوا اور پانی کے بعد سب سے ضروری چیز غذا ہے۔ ہماری صحت کا انحصار غذا کے دُرست انتخاب پر ہے، لہٰذا غذا کا انتخاب ایسا ہونا چاہیے جو پورے جسم کی نشو ونما کے لیے مفید ہو اور ہمیں تندرست رکھے۔ قدرت نے دنیا کے مختلف خطوں میں مختلف غذائی اجناس کی پیداوار کی سبیل رکھی ہے۔ مقامی پیداوار سے حاصل ہونے والی غذائی اشیاء، موسمی پھل اور سبزیاں وغیرہ صحت مند انسان کی توانائی برقرار رکھنے کے لیے مفید ثابت ہوتی ہیں۔ اچھی غذا وہی ہے جو ہلکی، سادہ، قوت بخش اور تازہ ہو۔ غذا کے انتخاب میں اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ جسم کی نشو ونما کے لیے

ضروری اجزا مثلاً پروٹین، حیاتین، نشاستہ، شکر، چکنائی اور نمک وغیرہ اس میں موجود ہوں۔

کھانے کے اوقات مقرر ہونے چاہئیں۔ وقت بے وقت کھاتے رہنا ہاضمے کو کمزور کرتا ہے۔ اچھی طرح سے ہضم کیا ہوا کھانا جُزوِ بدن بنتا ہے۔ ضرورت سے زیادہ غذائیت والی خوراک اور تلی ہوئی چیزوں سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوسکتی ہیں۔ زیادہ کھانا صحت کے لیے نقصان دہ ہے۔ بہترین اصول یہ ہے کہ کھانے سے اُس وقت ہاتھ کھینچ لیا جائے جب تھوڑی بھوک ابھی باقی ہو۔

تندرستی کے لیے تازہ ہوا، صاف پانی اور اچھی غذا کے ساتھ ساتھ صفائی کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ گندگی سے طرح طرح کے جراثیم پیدا ہوتے ہیں۔ مکھیوں اور مچھروں کو تو ہم سب دیکھتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ جہاں زیادہ گندگی ہوتی ہے وہیں یہ زیادہ پیدا ہوتے ہیں، لیکن لاکھوں جراثیم ایسے ہوتے ہیں جنھیں ہم اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے۔ کیڑے مکوڑے اور جراثیم انسان کی صحت کے دشمن ہیں۔ انھیں جیسے ہی موقع ملتا ہے، ہمارے جسم پر حملہ آور ہو جاتے ہیں اور ان سے مختلف بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بیماریوں سے محفوظ رہنے کے لیے لباس، بستر، گھر اور آس پاس کی صفائی کے ساتھ ساتھ جسم کی صفائی بھی ضروری ہے۔ پسینے کے ذریعے جسم کے بہت سے گندے اور فاضل مادے خارج ہو جاتے ہیں۔ اگر جلد کی صفائی نہ کی جائے تو باہر سے گرد و غبار اور اندر سے نکلنے والے یہ مادے مساموں کو بند کر دیتے ہیں اور پسینے کا نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بدن پر میل جم جاتا

ہے۔اس سے جسم پر پھوڑے پھنسیاں نکلنے لگتی ہیں اور خارش ہو جاتی ہے۔

تندرستی محض تن کی دُرستی کا نام نہیں ۔مثل مشہور ہے کہ ''صحت مند دماغ صحت مند جسم میں پرورش پاتا ہے۔'' اِس کے ساتھ ہی یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ صحت مند معاشرے کا دارو مدار صحت مند افراد پر ہے۔

ا۔ فرہنگ:

الفاظ	:	معنی
دار و مدار	:	انحصار
توانا	:	طاقت ور
ہواخوری	:	کھلی ہوا میں سیر کرنا
ہشاش بشاش	:	بہت خوش
اعضا	:	عُضو کی جمع ۔بدن کے حصّے
عطا	:	انعام ۔بخشش
جراثیم	:	جرثومہ کی جمع ۔ وہ چھوٹے جاندار جو نظر نہیں آتے اور بیماریاں پیدا کرتے ہیں۔
آلودہ	:	ناصاف ۔گندا

مُہلک	:	ہلاک کرنے والا
تنومند	:	مضبوط بدن والِا
نشو ونما	:	پھلنا پھولنا
غذائی اشیا	:	کھانے پینے کی چیزیں
غذائیت	:	کسی چیز میں غذا کی موجودگی
مسام	:	جسم کے وہ سوراخ جن سے پسینے نکلتے ہیں
متحرک	:	حرکت کرنے والا

۲۔ سوالات:

۱۔ صحت کے لیے کون سی چیزیں ضروری ہیں؟
۲۔ سانس لینے میں جسم کے کون کون سے حصّے مدد کرتے ہیں؟
۳۔ صبح کو کھلی ہوا میں ٹہلنا کیوں ضروری ہے؟
۴۔ ہمیں کس طرح کے مکانوں میں رہنا چاہیے؟
۵۔ انسانی زندگی میں پانی کی کیا اہمیت ہے؟
۶۔ جسم میں پانی کی کتنی مقدار ہوتی ہے؟
۷۔ آلودہ پانی کے استعمال سے کون سی بیماریاں پیدا ہوسکتی ہیں؟
۸۔ غذا کے انتخاب میں کس بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے؟
۹۔ صفائی کے سلسلے میں کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟

۳۔ خالی جگہوں کو دیے ہوئے صحیح الفاظ سے پُر کیجیے:

(جلد۔ ورزش۔ دارو مدار۔ نشو ونما۔ جُزوِ بدن۔ صحت مند۔ غذا)

۱۔ ہماری زندگی کا .... صحت پر ہے۔
۲۔ اچھی طرح سے ہضم کیا ہوا کھانا .... بنتا ہے۔
۳۔ تازہ ہوا میں تھوڑی بہت .... بھی کرنی چاہیے۔
۴۔ ہوا اور پانی کے بعد سب سے ضروری چیز .... ہے۔
۵۔ ہماری .... بھی ناک اور مُنہ کی طرح ہی کام کرتی ہے۔
۶۔ غذا کا انتخاب ایسا ہو جو پورے جسم کی .... کے لیے مفید ہو۔
۷۔ صحت مند معاشرے کا دارو مدار .... افراد پر ہے۔

۴۔ واحد کے جمع اور جمع کے واحد بنا کر لکھیے:

جُزو۔ عُضو۔ وقت۔ شے۔ جراثیم۔ اوقات۔ اجسام۔ افراد

۵۔ سوچیے اور لکھیے:

ایسے دو الفاظ جو ایک دوسرے کے مخالف معنی رکھتے ہیں، متضاد الفاظ کہلاتے ہیں مثلاً نیا۔ پرانا وغیرہ۔

...... نیچے دیے ہوئے لفظوں کے متضاد لکھیے:

جدید۔ نقصان۔ تندرست۔ گندگی۔ آگ۔ مہلک

۶۔ غور کرنے کی بات:

☆ ورزش کے لیے لفظ ''کسرت'' بھی استعمال ہوتا ہے لیکن یہ لفظ کثرت سے مختلف ہے، جس کا مطلب زیادتی اور بہتات ہے۔ ایسے دو الفاظ لکھیے جو ہم آواز ہوں مگر جن کے معنی مختلف ہوں۔

☆ صاف اور تازہ ہوا ہمارے لیے بہت ضروری ہے۔ گندی ہوا صحت کے لیے مُضر ہے۔ ہم ہوا کو گندہ ہونے سے کیسے بچا سکتے ہیں؟

☆ تازہ اور صاف ہوا کی طرح ہمیں صاف پانی کی بھی کافی ضرورت ہے۔ گندہ پانی صحت کے لیے انتہائی مضر ہے۔ ہم پانی کو گندہ ہونے سے کیسے بچائیں؟

جگنو

برسات کی رات تھی اندھیری
کچھ نیند اُچٹ گئی تھی میری

پانی جو برس کے کھل گیا تھا
گلشن کا غُبار دُھل گیا تھا

بیدار تھی باغ میں اکیلی
پھولوں سے لدی ہوئی چنبیلی

اتنے میں جو رَو چلی ہوا کی
قسمت ہی چمک گئی فضا کی

ہونے لگی جگنوؤں کی بارش
فطرت کے جمال کی تراوش

روشن تھا اس قدر اندھیرا
گویا ہونے کو تھا سویرا

جگنو اس طرح اُڑ رہے تھے
ہیروں میں پَر لگے ہوئے تھے

پیپل تو چنار بن رہا تھا
ہر شاخ سے نور چھن رہا تھا

ظلمت موتی لُٹا رہی تھی
پریوں کی برات جا رہی تھی

(سکندر علی وجدؔ)

۱۔ فرہنگ:

الفاظ		معنی
نیند کا اُچٹ جانا	:	نیند کا نہ آنا
پانی برس کے کھل جانا	:	بارش رُک جانے کے بعد آسمان کا صاف ہونا
گلشن	:	چمن۔ باغ
غُبار	:	دُھول۔ گرد
چنبیلی	:	سفید رنگ کا ایک خوشبودار پھول۔ سَمَن
جمال	:	خوبصورتی۔ حُسن
تراوش	:	ٹپکنا۔ چھڑکنا۔ ظاہر ہونا
گویا	:	جیسے، شاید
پیپل	:	گرم علاقوں میں پائے جانے والا سایہ دار پیڑ
ظلمت	:	اندھیرا

۲۔ سوالات:

۱۔ جگنو کس موسم میں رات کو اُڑتے پھرتے ہیں؟

۲۔ شاعر نے جگنو کو ''ہیرا'' کیوں کہا ہے؟

۳۔ پریوں کی برات جا رہی تھی اس مصرعے میں شاعر نے کس چیز کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۳۔ مصرع پورے کیجیے:

۱۔ پھولوں سے................ہوئی چنبیلی

۲۔ قسمت ہی................فضا کی

۳۔ ہونے لگی جگنوؤں کی ....

۴۔ ہیروں میں................لگے ہوئے تھے

۵۔ ظلمت موتی................رہتی تھی

۶۔ پریوں کی................جارہی تھی

۴۔ تلاش کیجیے اور بتائیے:

اس نظم کو ایک بار پھر غور سے پڑھیے۔ پہلے شعر میں ''اندھیری'' اور ''میری'' الفاظ آخر میں آئے ہیں۔ ایسے ہم وزن اور ایک سی آواز رکھنے والے الفاظ کو قافیہ کہتے ہیں۔ دوسرے شعر میں ''کھل'' اور ''ڈھل'' قافیے ہیں جب کہ ''گیا تھا'' ردیف ہے۔اس نظم میں کئی شعروں میں قافیے کے بعد ردیف ہے۔

۱۔ آپ اس نظم کے سبھی اشعار میں سے قافیے تلاش کر کے لکھیے۔

۲۔ اس نظم میں ایسے اشعار تلاش کر کے لکھیے جن میں قافیوں کے بعد ''ردیف'' بھی ہیں۔

۵۔ غور کرنے کی باتیں:

خدا نے کائنات میں طرح طرح کی چیزیں پیدا کر کے اسے کافی حسین بنا دیا ہے ۔جگنو ایک چھوٹا سا کیڑا ہے ۔غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اس چھوٹے سے کیڑے کو خدا نے ایسی مشعل بخشی ہے، جس سے یہ چھوٹا سا کیڑا روشنی کی شعائیں چھوڑ کر اندھیری راتوں کو روشن کرتا ہے ۔ ہماری زمین پر طرح طرح کے پھول ، پودے ، درخت ، چرند و پرند پائے جاتے ہیں ۔کائنات کا رنگ انہی قسم قسم کی چیزوں کی وجہ سے ہے ۔

یہ پیڑ پودے ، چرند و پرند ، پھل پھول نہ ہوں تو یہ زمین پھیکی پھیکی سی ہوگی ۔ ہمیں چاہیے کہ ہم قدرت کی دی ہوئی ان تمام چیزوں کی قدر کریں اور انہیں صحیح اور مناسب ڈھنگ سے اپنے استعمال میں لائیں ۔

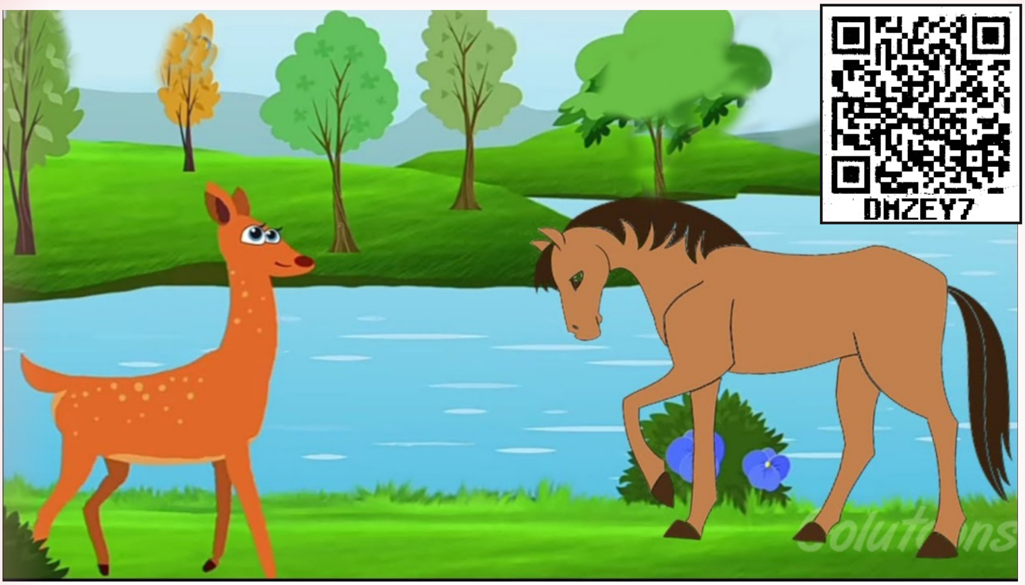

گھوڑے اور ہرن کی کہانی

یہ ہزاروں سال پرانی بات ہے ۔ایک ہرن اور گھوڑے میں بڑی دوستی تھی ۔ ایک بار کسی بات پر دونوں میں جھگڑا ہوا ۔ مار پیٹ کی نوبت آ گئی ۔ ہرن ہلکا پھلکا اور پھرتیلا تھا ۔ اُس نے اُچھل اُچھل کر گھوڑے کو پیٹا ۔ مار پیٹ میں گھوڑے کو چوٹ آئی ۔ اُسے اپنے آپ کو سنبھالنا مشکل ہو گیا ۔ گھوڑا کچھ نہ کر پایا اور ہرن مار پیٹ کر چلا گیا ۔

گھوڑے کو بہت غُصّہ آیا ۔ اُس نے سوچا کہ ہرن سے بدلہ لینا چاہیے لیکن بدلہ لے تو کیسے ! بہت دنوں تک جنگل میں مارا مارا پھرتا رہا ۔ ایک دن اُس کی نظر ایک آدمی پر پڑی، جو تیر کمان لیے شکار کی تلاش میں پھر رہا تھا ۔ گھوڑے نے پوچھا: ’’آدمی ! تم جنگل میں اکیلے کیا کرتے پھر رہے ہو؟‘‘ ۔

آدمی نے جواب دیا: ''میں شکاری ہوں اور شکار کی تلاش میں ہوں''
گھوڑے نے کہا: ''اگر میں تمہیں کوئی شکار دکھا دوں تو کیا تم اُس کو مار دو گے؟''
''ہاں کیوں نہیں! میرا تو کام ہی یہی ہے'' شکاری نے کہا۔
اب تو گھوڑا خوش ہو گیا۔ اُس کی سمجھ میں ایک ترکیب آ گئی۔ اُس نے شکاری سے کہا:
''اس جنگل میں ایک ہرن رہتا ہے تم چاہو تو اُس کو مار سکتے ہو''۔
شکاری نے کہا: ''مارنے کو تو میں مار دوں لیکن تم ہی بتاؤ کہ میں اس کے پیچھے کیسے دوڑ سکتا ہوں؟ ہاں اگر تم میری مدد کرو تو میں اُسے مار دوں''۔
گھوڑے نے کہا: ''میں تیار ہوں۔ بتاؤ میں تمہاری کیا مدد کروں؟''
شکاری نے کہا: ''مجھے اپنی پیٹھ پر بٹھا لو اور وہاں لے چلو جہاں وہ ہرن رہتا ہے''۔
گھوڑے نے شکاری کو اپنی پیٹھ پر بٹھا لیا، تو شکاری نے کہا: ''بھائی گھوڑے! بات سنو! اگر تمہیں اعتراض نہ ہو تو میں تمہارے منہ میں لگام ڈال دوں''۔
''لگام سے کیا ہوگا؟'' گھوڑے نے پوچھا۔
شکاری نے کہا: ''لگام سے یہ فائدہ ہوگا کہ جس طرف ہرن نظر آئے گا، میں اُسی طرف لگام موڑ دوں گا تم اُدھر چل پڑنا۔ پھر میں اسے اپنے تیر کا نشانہ بنا دوں گا''
گھوڑا تو ہر قیمت پر ہرن سے انتقام لینا چاہتا تھا، اُس نے کہا: ''اچھّی بات ہے۔ تم میرے منہ میں لگام ڈال دو''۔
شکاری نے گھوڑے کے منہ میں لگام ڈال دی اور دونوں ہرن کی تلاش میں نکل

پڑے۔تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ ہرن نظر آیا۔گھوڑے نے کہا: ''یہی وہ ہرن ہے۔تم اسے مار ڈالو''۔

شکاری نے گھوڑے کو اُس کے پیچھے ڈال دیا۔گھوڑا تیز تیز دوڑنے لگا۔دوڑتے دوڑتے وہ ہرن کے بالکل قریب پہنچ گیا۔شکاری نے تیر چلایا۔تیر ہرن کے سینے پر لگا۔ہرن نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن تھوڑی دور جا کر گر پڑا۔

اب گھوڑے نے اطمینان کا سانس لیا۔اُس کا دشمن مارا گیا۔اُس نے شکاری سے کہا: ''بھائی شکاری ؟ میں تمہارا احسان مند ہوں کہ تم نے میرے دشمن کا کام تمام کر دیا۔اب تم اپنا شکار لے جا سکتے ہو''۔

شکاری نے کہا: ''اس میں احسان کی کیا بات ہے۔مجھے شکار ملا اور اس کے ساتھ ہی ایک اور فائدہ بھی ہوا''۔

گھوڑے نے پوچھا: ''وہ کیا ؟''۔

شکاری نے کہا: ''مجھے پہلے نہیں معلوم تھا کہ تم اتنے کار آمد ہو۔اب پتہ چلا کہ تم تو بڑے کام کی چیز ہو''۔ یہ کہہ کر اُس نے لگام کھینچی۔گھوڑا بے چارہ بے بس ہو گیا۔کرتا تو کیا کرتا۔شکاری گھوڑے کو بستی میں لے آیا۔وہ دن اور آج کا دن، گھوڑے کے منہ سے لگام نہیں نکلی اور گھوڑے کا کام یہ ہے کہ وہ آدمی کو اپنی پیٹھ پر بٹھائے پھرتا ہے۔اسی لیے تو کہتے ہیں کہ آپس میں لڑنا جھگڑنا ٹھیک نہیں۔

ا۔ فرہنگ:

الفاظ	:	معنی
احسان مند	:	احسان ماننے والا
انتقام	:	بدلہ
کارآمد	:	کام آنے والا۔ مفید
ترکیب	:	طریقہ

۲۔ سوالات:

ا۔ گھوڑے کو غصّہ کیوں آیا؟
۲۔ ہرن سے بدلہ لینے کی کیا ترکیب گھوڑے کی سمجھ میں آئی؟
۳۔ شکاری نے گھوڑے کے منہ میں لگام کیوں ڈالی؟
۴۔ جب گھوڑے نے شکریہ ادا کیا تو شکاری نے کیا کہا؟
۵۔ گھوڑا شکاری کے قابو سے کیوں نہ نکل سکا؟

۳۔ نیچے دیے گئے جملوں کو سبق میں پیش آئے واقعات کی ترتیب سے لکھیے:

ا۔ ہرن اور گھوڑے میں بڑی دوستی تھی۔
۲۔ شکاری نے ہرن کو مار دیا۔

۳۔ دونوں میں کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔

۴۔ وہ دن اور آج کا دن، گھوڑے کے منہ سے لگام نہیں نکلی ۔

۵۔ گھوڑے نے آدمی سے کہا۔

۶۔ شکاری نے کہا۔

۷۔ گھوڑے نے شکریہ ادا کیا اور کہا۔

۴۔ سمجھیے اور کیجیے:

کبھی کبھی اسم سے صفت یا صفت سے اسم بنا لیتے ہیں جیسے:

''پھرتی'' اسم ہے، اس سے ''پھرتیلا'' صفت بنا۔ ''اچھا'' صفت ہے، اس سے ''اچھائی'' اسم بنا۔

اس سبق میں تلاش کر کے ایسی ہی دو مثالیں لکھیے ۔

۵۔ واحد کی جمع بنائیے:

ترکیب:.................. تکلیف:.................. فائدہ:..................

تجویز:.........................

۶۔ نیچے دیے گئے متضاد الفاظ کو یاد کیجیے:

ایسے لفظ جو ایک دوسرے کی ضد ہوں متضاد کہلاتے ہیں۔ جیسے:

اچھا۔ بُرا

پرانا	نیا
دوستی	دشمنی
بھاری	ہلکا
پیچھے	آگے
چڑھنا	اُترنا
فائدہ	نقصان
دور	نزدیک

۷۔ دیے گئے الفاظ کی ضد لکھیے :

سفید :............

جدید :............

جاگنا :..................

شب :..................

رونا :..................

کھونا :..................

کابُلی والا

میری پانچ برس کی بچّی، جس کا نام مُنّی ہے، گھڑی بھر کو خاموش نہیں رہتی۔ ایک دن صُبح سویرے میں اپنے ناول کا سترھواں باب لکھ رہا تھا، مُنّی نے آ کر کہا:

''بابو جی! سبودھ (میرا نوکر) کوّے کو کاگ کہتا ہے۔ وہ کچھ نہیں جانتا'' اور اِس سے پہلے کہ میں کچھ کہوں، اس نے دوسری بات شروع کر دی ''دیکھیے بابو جی! بھولا کہتا ہے کہ آسمان میں ہاتھی اپنی سونڈوں سے پانی برساتے ہیں، بھولا ایسی ہی جھوٹی باتیں کرتا ہے۔''

میں نے ہنس کر مُنّی سے کہا: ''مُنّی تو بھولا کے ساتھ جا کر کھیل۔ مجھے اس وقت کام کرنا ہے۔''

میرا گھر سڑک کے کنارے ہے۔ ایک دن مُنّی میرے کمرے میں کھیل رہی

تھی۔اچانک وہ کھیل چھوڑ کر برآمدے میں دوڑ گئی اور زور زور سے "کابلی والے ......او کابلی والے" پکارنے لگی۔

کابُلی والے کے کندھے پر میوے کا تھیلا اور ہاتھ میں انگوروں کی پٹاری تھی۔ موٹے کپڑے کا ڈھیلا ڈھالا کُرتا، صافہ باندھے لمبے ڈیل ڈول کا ایک کابُلی سڑک پر آہستہ آہستہ چلا جا رہا تھا۔

مُنّی کی آواز سن کر ہنس مکھ کابلی والے نے گھوم کر دیکھا۔مُنّی گھبرا گئی اور اس کابلی کو پھاٹک میں آتا دیکھ کر اندر بھاگ گئی۔ اس لیے کہ مُنّی کی ماں کہا کرتی تھی کہ کابلی والے بچوں کو تھیلے میں ڈال کر لے جاتے ہیں۔

میں نے مُنّی کا خوف دور کرنے کے لیے اُس کو اندر بلایا۔کابُلی اپنی جھولی سے کِشمش نِکال کر مُنّی کو دینے لگا۔مُنّی کسی طرح لینے پر راضی نہ ہوئی۔اس کا شبہ اور بھی بڑھ گیا۔ وہ دوڑ کر مجھ سے لپٹ گئی۔کابُلی والے سے میرا تعارف اسی طرح ہوا۔

میں ایک روز کسی ضروری کام سے باہر جا رہا تھا۔ دروازے پر دیکھا کہ مُنّی اُس کابُلی سے بڑے مزے سے باتیں کر رہی تھی۔ وہ بادام اور کِشمش لیے ہوئے تھی۔ میں نے کابلی سے کہا: "یہ سب کیوں دیا، اب مت دینا" یہ کہہ کر میں نے جیب سے ایک اُٹھنّی نکال کر کابلی کو دی۔اس نے بلا جھجک اُٹھنّی لے کر جیب میں ڈال لی۔

جب میں کام سے لوٹ کر گھر آیا تو میں نے دیکھا کہ اس اُٹھنّی کی وجہ سے گھر میں بڑا شور مچا ہوا ہے۔مُنّی کی ماں اُس سے ڈانٹ کر پوچھ رہی ہے کہ تو نے اس سے اُٹھنّی کیوں لی؟ مُنّی کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔اس نے کہا: "میں نے نہیں مانگی، وہ اپنے آپ دے گیا" میں مُنّی کو لے کر باہر چلا گیا۔

معلوم ہوا کہ یہ کابُلی کا دوسرا پھیرا نہیں تھا۔ وہ روز روز گھر آتا تھا اور پستے بادام دے کر اس نے مُنّی سے دوستی کر لی تھی۔

کابلی کا نام رحمت تھا۔ رحمت اور مُنّی کی عمر میں زمین و آسمان کا فرق تھا، پھر بھی دونوں ایک دوسرے کے دوست ہو گئے۔ اُن دونوں میں کچھ بندھی ٹکی باتیں ہوتی تھیں۔

کابلی والا کہتا "مُنّی سسرال جاؤ گی؟" مُنّی نہیں جانتی تھی کہ سُسرال کسے کہتے ہیں؟ لیکن بھلا وہ چپ رہنے والی کہاں تھی۔ وہ تو الٹا کابلی سے پوچھتی: "تم سُسرال جاؤ گے؟" رحمت گھونسا تان کر کہتا: "میں تو سسر کو ماردوں گا"۔ یہ سُن کر مُنّی خوب ہنستی۔

ہر سال جاڑے کا موسم ختم ہونے لگتا تو رحمت اپنے وطن جانے کی تیاری کرتا اور گھر گھر جا کر اپنا روپیہ وصول کرتا مگر ایک بار مُنّی سے ملنے ضرور آتا۔

ایک دن میں اپنے کمرے میں بیٹھا پڑھ رہا تھا۔ اچانک گلی میں بڑا شور وغل سنائی دیا۔ میں نے کھڑے ہو کر دیکھا کہ رحمت کو دو سپاہی باندھے لیے جا رہے تھے۔ پیچھے سے لڑکوں اور راہ گیروں کا مجمع چلا آ رہا تھا۔ رحمت کے کُرتے پر خون کے دھبے تھے اور ایک سپاہی کے ہاتھ میں خون سے بھری چھُری تھی۔ میں بھاگا ہوا گیا اور سپاہیوں کو روک کر پوچھا: "کیا بات ہے؟" معلوم ہوا کہ پڑوس میں ایک چپراسی نے رحمت سے ایک چادر لی تھی اور اب وہ دام دینے سے انکار کرتا تھا۔ اس پر جھگڑا ہو گیا اور رحمت نے غصّے میں آ کر چپراسی پر چھُری سے حملہ کر دیا۔

رحمت اس بے ایمان چپراسی کو سینکڑوں گالیاں دے رہا تھا۔ اس بیچ میں "کابُلی والے او کابُلی والے" پکارتی ہوئی مُنّی بھی وہاں آ گئی۔

رحمت کا چہرہ دم بھر کے لیے خوشی سے کھِل اٹھا۔مُنّی نے آتے ہی اس سے پوچھا:
''تم سُسرال جاؤ گے؟''
رحمت نے ہنس کر کہا:''ہاں وہیں جا رہا ہوں'' اس نے دیکھا کہ اس جواب سے مُنّی کو ہنسی آ گئی۔تب اس نے گھونسا دکھا کر کہا:''میں سُسر کو مارتا ضرور لیکن کیا کروں میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔
کچھ دنوں کے بعد اس جرم میں رحمت کو سات سال کی سزا ہو گئی۔اس واقعے کے بعد کئی سال گذر گئے۔مُنّی کابُلی والے کو بھول گئی۔
مُنّی بڑی ہو گئی اور پھر اس کی شادی بھی طے ہو گئی۔آخر کار شادی کی تاریخ آ پہنچی۔ مہمانوں سے گھر بھرا ہوا تھا۔میں اپنے کمرے میں بیٹھا کچھ کام کر رہا تھا۔اچانک اس وقت رحمت نے آ کر سلام کیا۔
پہلے تو میں اُس کو پہچان نہ سکا لیکن اُس کی ہنسی سے سمجھ گیا کہ یہ رحمت ہے۔میں نے پوچھا''کیوں رحمت کب آئے؟''
''کل شام کو جیل سے چھوٹا ہوں''۔
میں نے کہا:''آج تو میں بہت مصروف ہوں، پھر کبھی آنا''۔
وہ اُداس ہو کر جانے لگا لیکن پھر ہچکچاتے ہوئے بولا:''بابو جی!مُنّی کہاں ہے؟''
میں نے کہا:''آج گھر میں کام ہے، مُنّی سے ملاقات نہیں ہوگی۔'' وہ اُداس ہو گیا۔
''اچھا......بابو جی سلام'' کہہ کر جانے لگا۔
مجھے جیسے دھکا سا لگا۔جی چاہا کہ اس کو بلا لوں۔اتنے میں دیکھا کہ وہ خود ہی واپس آ رہا ہے۔پاس آ کر اس نے کہا:''یہ کچھ کشمش بادام مُنّی کے لیے لایا تھا،

اس کو دے دیجیے۔"

میں نے اس کو قیمت ادا کرنی چاہی، تب اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: "آپ کی مہربانی میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ مجھے قیمت نہ دیجیے۔ بابو جی! مُنّی جیسی میری بھی بیٹی ہے، اس لیے میں اس کے لیے میوہ لاتا تھا۔ میں یہاں سودا بیچنے نہیں آتا تھا۔

اتنا کہہ کر اُس نے کُرتے کے اندر سے ایک میلے کاغذ کی پُڑیا نکالی۔ بڑی احتیاط سے پُڑیا کھول کر میرے سامنے رکھ دی۔ اس کاغذ پر ایک چھوٹے سے ہاتھ کا نشان تھا۔ اپنی بیٹی کی اس نشانی کو چھاتی سے لگا کر رحمت اتنی دور میوہ بیچنے کلکتہ آتا تھا۔

یہ دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں نے اسی وقت مُنّی کو اندر سے بلایا۔ مُنّی شادی کے کپڑے اور زیور پہنے ہوئے آئی اور شرمائی شرمائی میرے سامنے کھڑی ہو گئی۔

اس کو دیکھ کر کابلی گھبرا سا گیا اور بات بھی نہ کر سکا۔ پھر اُس نے ہنس کر کہا: "مُنّی! تو سُسرال جا رہی ہے؟"

اب مُنّی سُسرال کے معنی سمجھنے لگی تھی۔ اُس نے شرما کے سر جھکا لیا۔ رحمت کچھ سوچ کر زمین پر بیٹھ گیا۔ اس کو یکا یک احساس ہوا کہ اس کی بیٹی بھی اتنے دنوں میں بڑی ہو گئی ہوگی۔ اُن آٹھ برسوں میں اس کا کیا ہوا؟ کون جانے! وہ اس کی یاد میں کھو گیا۔

(رابندر ناتھ ٹیگور)

ا۔ فرہنگ:

الفاظ	:	معنی
ناول	:	کہانی۔طویل افسانہ۔کہانی کی ایک قسم
پٹاری	:	میوہ رکھنے کی ٹوکری
ڈیل ڈول	:	قدوقامت۔جسامت
پھاٹک	:	بڑادروازہ۔ڈیوڑھی
شبہ	:	شک
تعارف	:	پہلی بار جان پہچان ہونا
پِستہ	:	سبز رنگ کا ایک خشک میوہ
زمین آسمان کا فرق	:	بہت بڑا فرق
بندھی ٹکی باتیں	:	معمول کی باتیں جن میں کوئی نیا پن نہ ہو
شوروغل	:	بہت شور
راہ گیر	:	رستہ چلنے والا
بے ایمان	:	جس کا ایمان نہ ہو۔بددیانت
اُداس	:	غمگین
ہچکچانا	:	جھجکنا۔پس وپیش کرنا

۲۔ سوالات:

۱۔ مُنّی نے بابو جی سے نوکر کی کیا شکایت کی؟
۲۔ کابُلی والے کا حلیہ کیسا تھا؟
۳۔ مُنّی کی ماں مُنّی کو کس بات پر ڈانٹ رہی تھی؟
۴۔ کابُلی والے کو جیل کیوں بھیجا گیا؟
۵۔ کابُلی والے کے پاس اپنی بیٹی کی کیا نشانی تھی؟
۶۔ مُنّی کو دیکھ کر کابلی والے کو کیا یاد آیا؟

۳۔ خالی جگہوں کو ان الفاظ سے پُر کیجیے جو سبق میں استعمال ہوئے ہیں:

۱۔ میں نے مُنّی کا .... دور کرنے کے لیے اس کو اندر بلایا۔
۲۔ مُنّی کابُلی والے سے کِشمِش لینے پر .... نہ ہوئی۔
۳۔ میں کمرے میں بیٹھا کہ گلی میں .... سنائی دیا۔
۴۔ آج میں بہت .... ہوں تم پھر آنا

۴۔ متضاد الفاظ لکھیے:

مثال: دوست ...... دشمن

۱) پیچھے ....
۲) خوش نما: ....

۳) اُلٹا.......................................

۴) بے ایمان.......................................

۵) موٹا.......................................

۶) خوشی.......................................

۷) انکار.......................................

۵۔ تلاش کیجیے:

"کابُلی والے کا نام رحمت تھا۔ رحمت اور مُنّی کی عمر میں زمین و آسمان کا فرق تھا پھر بھی وہ دونوں ایک دوسرے کے دوست تھے۔ اُن دونوں میں کچھ گہرے تعلقات تھے۔ مُنّی روزانہ اُس کے لیے منتظر رہتی تھی جب کہ وہ بیچارہ بھی آتے ہی مُنّی کو تلاش کر لیتا تھا، یہ دوستی تا دیر قائم رہی۔

اوپر کے اقتباس میں خط کشیدہ الفاظ اسمِ اشارہ ہیں جو بتدریج استعمال ہوئے ہیں۔ جیسے کابُلی والے کے بدلے وہ، مُنّی اور کابُلی والے کے عوض اُن استعمال ہوا ہے۔ اس طرح کے الفاظ اسمِ اشارہ کہلاتے ہیں، جو اسم کے بدلے استعمال ہوتے ہیں۔

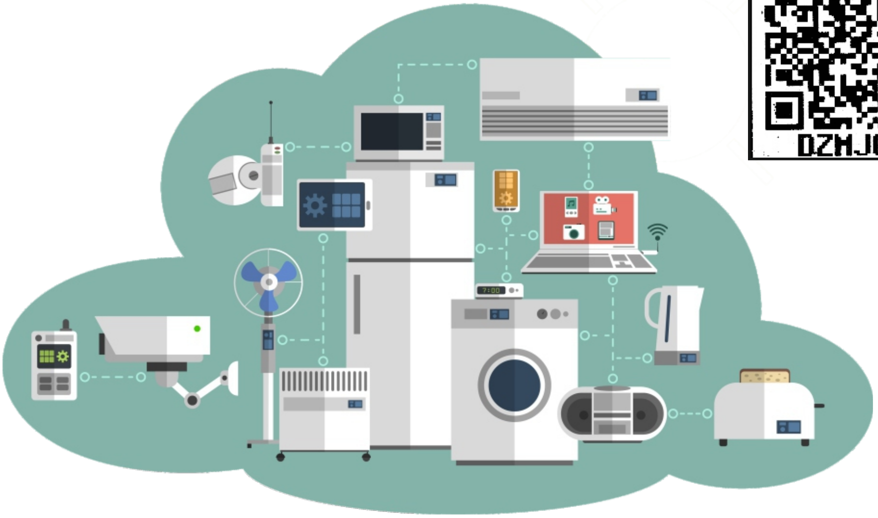

بجلی کے کرشمے

بجلی کے کرشموں نے ، آرام دیے کیا کیا
ہیں بلب کہیں روشن ، چلتا ہے کہیں پنکھا

اس سحر کی پتلی کا ، اعجاز یہ کیا کم ہے ؟
چھوتے ہی بٹن گویا ، گھر نور کا عالم ہے

نوکر کے بلانے کو گھنٹی بھی بجاتی ہے
بے آگ کی شرکت کے کھانا بھی پکاتی ہے

جاڑے میں اگر ملنے آجائے کوئی مہماں
کمرے میں جلا دے گی، یہ آپ کا آتش داں

آٹے کی ، یہ بے چاری ، چکّی بھی چلاتی ہے
قوت کی اگر پوچھو ، ہر وزن اٹھاتی ہے

ایک لِفٹ میں بٹھلایا اور اُڑ گئی جھٹ چھت پر
حیران ہیں پریاں بھی ، پرواز کی سُرعت پر

دم بھر میں ممالک کی ، تفریق مٹاتی ہے
مغرب سے خبر لاکر ، مشرق کو سناتی ہے

دوری کی مصیبت سے آزاد کیا اس نے
تاروں پر خبر لانا ، ایجاد کیا اس نے

کل تک اسے تاروں کی امداد کی حاجت تھی
توڑا یہ تعلق بھی ، اب بن گئی لاسلکی

ہاں جس کی یہ ہمت ہو ، بس پھر اُسے کیا ڈر ہو
حائل نہیں اب کچھ بھی ، خشکی ہو ، سمندر ہو

جن ہے نہ پری ہے یہ ، جادو ہے نہ ٹونا ہے
بیدار دماغوں کی جدّت کا کھلونا ہے

یا رب ! تری بخشش کے ، یورپ میں یہ چرچے ہیں
ہم کو بھی عطا کر کچھ ، ہم بھی ترے بندے ہیں

(مخمورؔ اکبرآبادی)

ا۔ فرہنگ:

الفاظ	:	معنی
سحر	:	جادو
اعجاز	:	معجزہ، کرشمہ، کمال
آتش دان	:	انگیٹھی، ہیٹر (Heater)
لفٹ	:	اوپر نیچے لے جانے والی مشین

سُرعت	:	تیزی
لاسِلکی	:	بے تار کی برقی رو، جس سے ریڈیو وغیرہ چلتے ہیں
حائل	:	رُکاوٹ
جدّت	:	نیاپن

۲۔ سوالات:

۱۔ بجلی کے کون کون سے کرشمے اس نظم میں بیان کیے گئے ہیں؟

۲۔ بجلی ممالک کی تفریق کس طرح مٹاتی ہے؟

۳۔ خشکی اور سمندر کِس کا راستہ نہیں روک سکتے؟

۴۔ آخری شعر میں شاعر نے اللہ تعالیٰ سے کیا دُعا مانگی ہے؟

۳۔ شعر مکمل کیجیے:

۱۔ اس سحر کی پتلی کا........... یہ کیا کم ہے

چھوتے ہی بٹن گویا گھر........... کا عالم ہے

۲۔ جن ہے نہ پری ہے یہ جادو ہے نہ........... ہے

بیدار دماغوں کی........... کا کھلونا ہے

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

کرشمہ۔ گھنٹی۔ نور۔ مہمان۔ قوت۔ ایجاد

۵۔ مندرجہ ذیل میں واحد کی جمع اور جمع کے واحد لکھیے :

کرشموں ۔بجلی ۔نوکر۔چکی ۔ پریاں ۔ممالک

٦ ۔ آتش دان ایک مرکب لفظ ہے، جو آتش اور دان سے مل کر بنا ہے اور اس کے معنی ہیں آگ جلانے کی جگہ (انگیٹھی)۔

آپ بھی دان سے پہلے کوئی لفظ بڑھا کر تین با معنی مرکب الفاظ بنایئے :

مثال: پان + دان = پاندان

۷۔ نظم کا خلاصہ لکھیے :

اظہارِ تشکّر

اس کتاب کی تیاری کے لیے بورڈ آف اسکول ایجوکیشن کی ریسرچ وِنگ نے کئی ورک شاپ منعقد کیے جن میں درج ذیل خواتین وحضرات نے شرکت فرمائی۔ میں بورڈ آف اسکول ایجوکیشن کی طرف سے ان سب کا شکر گذار ہوں۔

- ڈاکٹر عبدالرشید خان
  (ایسوسی ایٹ پروفیسر، ڈگری کالج بیروہ)
- ڈاکٹر جوہر قدوسی
  (ایسوسی ایٹ پروفیسر، گورنمنٹ ڈگری کالج پانپور)
- پروفیسر اسداللہ وانی
  (پروفیسر شعبۂ اردو، جموں یونیورسٹی)
- ڈاکٹر عبدالحق نعیمی
  (اسسٹنٹ پروفیسر، ڈگری کالج تھنہ منڈی)
- ڈاکٹر غلام نبی حلیم
  (ماسٹر گورنمنٹ ہائر سکینڈری خانصاحب، بڈگام)
- محترمہ نزہت شاہ
  (سابق اکیڈمک آفیسر بورڈ آف اسکول ایجوکیشن)
- جناب ساسا رام
  (لیکچرار گورنمنٹ ہائر سکینڈری سکول مبارک منڈی جموں)
- جناب عبدالاحد پرے
  (ریٹائرڈ ماسٹر، جے۔کے۔ایس۔سی۔ای۔آر۔ٹی)

میں مندرجہ ذیل ماہرین کا بھی مشکور ہوں جو اس کتاب کی تجزیہ کمیٹی 2024 میں شامل تھے۔

تجزیہ کمیٹی (2024)

۱۔ ڈکٹر کوشل کرن، اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ ڈگری کالج، بشناہ، جموں
۲۔ ڈاکٹر جے وردھن، اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ ڈگری کالج (ومن) پریڈ، جموں
۳۔ ڈاکٹر اپفان علی، اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ ڈگری کالج، ریاسی، جموں
۴۔ ڈاکٹر بلبیر، اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ ڈگری کالج (ومن) گاندھی نگر، جموں
۵۔ ڈاکٹر وجے کمار، سینئر لیکچرر، گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول، جھلاکھا محلّہ، جموں

ڈاکٹر سدھیر سنگھ
ڈائرکٹر اکیڈیمکس

NOTES

NOTES

NOTES